REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT No R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

جلد ۲۰ | شمارہ ۴۶

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد

Regd. No. P. 07

الہام کرونت قریب رسید
و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

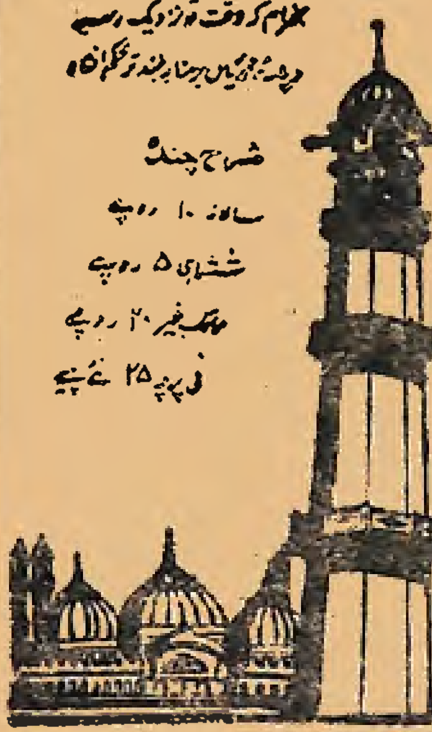

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۶ ار نبوت (نومبر)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۱۰ ار نبوت کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔ احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنا فضل شامل حال رکھے۔ آمین۔

قادیان ۱۶ ار نبوت۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اعتکاف میں ہیں آپ کے اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

☆ — رمضان شریف کا آخری عشرہ جا رہا ہے مقامی طور پر ہر دو مساجد میں نماز تراویح۔ درس الحدیث اور درس القرآن کا سلسلہ جاری ہے۔ احباب پورے ذوق وشوق سے تمام پروگراموں میں حصہ لیتے ہیں۔ ہر دو مساجد میں مسنون طریق پر ۱۸ احباب اعتکاف میں ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو رمضان کی برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے اور سب کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشے۔ روزانہ صبح کی نماز کے بعد مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ صاحب بڑے ہی دلنشین وایمان افروز انداز میں (باقی صفحہ ۱۲ پر)

واشنگٹن (امریکہ) میں جماعت احمدیہ کا چوبیسواں کامیاب سالانہ جلسہ!

☆ امریکہ کے علاوہ دوسرے متعدد مشنوں کے افراد کی شرکت ☆ انصار اللہ۔ خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے اجلاس ☆ چالیس ہزار اشتہارات کی تقسیم کا اہتمام ☆ آئندہ سال کے لئے اہم فیصلے!

رپورٹ مرسلہ مکرم قریشی مقبول احمد صاحب ایم۔اے سیکرٹری امریکہ مشن

امسال جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کا چوبیسواں سالانہ جلسہ واشنگٹن میں ۳ ستمبر سے شروع ہو کر ۵ ستمبر تک بخیر وخوبی بفضلہ تعالیٰ منعقد ہوا۔ سینکڑوں کی تعداد میں احباب جماعت اس جلسہ میں شریک ہو کر اس کی برکات سے مستفید ہوئے۔ تشریف لانے والوں میں علاوہ امریکہ کے مختلف جہات کے بیسیوں مشنوں اور کینیڈا کے بھی احباب جماعت شامل ہیں۔ رہائش کے لئے اس دفعہ علاوہ مشن ہاؤس کے کہ جہاں قلیل تعداد ٹھہر سکی۔ واشنگٹن کے ڈاؤن ٹاؤن۔ ایمبیسیڈر ہوٹل Ambassador Hotel میں انتظام کیا گیا تھا۔

۳ ستمبر کو جمعہ کی نماز سے ہمارے جلسہ کا پروگرام شروع تھا۔ احباب جمعرات کی شام سے ہی آنا شروع ہو گئے تھے اور جمعہ تک تقریباً ایک صد مہمان پہنچ گئے تھے چونکہ مشنری انچارج مکرم چوہدری عبدالرحمٰن خان صاحب کی طبیعت علیل تھی اس لئے آپ کے ارشاد کے مطابق خاکسار نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور خطبہ میں احباب کو جلسہ سالانہ سے پورے طور پر استفادہ کرنے کی تلقین کی۔

جمعہ اور عصر کی نمازوں سے فارغ ہو کر تین بجے سے پانچ بجے تک ایک اجلاس زیر صدارت ڈاکٹر بشیر الدین اسامہ منعقد ہوا جس میں "احمدیوں کے سوشل مسائل اور ان کا حل" کے موضوع پر احباب نے انفرادی طور پر تبصرہ کیا اور خصوصاً رشتہ ناطہ میں پیش آمدہ مشکلات کے حل کے بارہ میں اپنی آراء پیش کیں۔ شام کو چھ بجے سے آٹھ بجے تک امراء کی میٹنگ منعقد ہوئی جس میں متعدد فیصلے کئے گئے جن میں سے اہم قابل ذکر امور یہ تھے کہ:-

۱۔ آئندہ سال کا سالانہ جلسہ شکاگو شہر میں منعقد ہوگا۔

۲۔ نیشنل تبلیغی دن ۲۸ مئی کو نیویارک میں منایا جائے۔

۳۔ تمام سرکلز اپنے اپنے علیحدہ تبلیغی دن جولائی میں منائیں۔

۴۔ اسی طرح تمام سرکلز اپنے اپنے حلقہ میں مناسب وقت پر تعلیمی اور تربیتی کلاس ایک ایک ہفتہ کے لئے منعقد کریں۔

امراء کی میٹنگ سے فارغ ہو کر ۸ بجے تک شام کا کھانا اور مغرب وعشاء کی نمازیں ادا کی گئیں اور اس طرح ۳ ستمبر کا پروگرام بفضلہ تعالیٰ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

۴ ستمبر کو ہفتہ کے دن ہال میں پہلے انفرادی طور پر نماز تہجد اور اس کے بعد فجر کی نماز باجماعت ادا کی گئی۔

صبح دس بجے اس کنونشن کا پہلا اجلاس زیر صدارت مکرم بشیر افضل صاحب (نیویارک) شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم بلال عبدالسلام (فلاڈیلفیا) نے کی۔ اس کے بعد ایک نظم پڑھی گئی اور پھر مشنری انچارج مکرم چوہدری عبدالرحمٰن خان صاحب نے افتتاحی تقریر فرمائی جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور مکرم وکیل التبشیر صاحب کی طرف سے آمدہ پیغامات پڑھ کر سنائے گئے جنہیں سن کر یہاں بہ جماعت کے دلوں میں نیا ولولہ اور جوش ایمان پیدا ہوا۔ اس کے بعد آپ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو کلی طور پر مفید اور موجب برکات وثمرات بنائے اور احباب کو اس کی برکات سے مکمل طور پر مستفیض ہونے کی توفیق بخشے۔ اور اسلام واحمدیت کی عمدگی سے اشاعت

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

جلسہ سالانہ قادیان

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے اسی ویں جلسہ سالانہ کے انعقاد کی تاریخیں ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۵۰ ہش بمطابق ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء رکھی گئی ہیں۔

جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان اور مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ اپنی اپنی جماعتوں کے سب دوستوں کو جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخوں سے مطلع کیا جائے تا کہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں مقررہ تاریخوں میں جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کر کے اس مقدس اور روحانی **عظیم الشان اجتماع** کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

تاریخ ہائے انعقاد
۱۸
۱۹
۲۰
فتح دسمبر
۱۳۵۰ ہش
۱۹۷۱ء

(ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان)

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر وپبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان!
مورخہ ۱۸ رنبوت ۱۳۵۰ ہش

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا اہم ارشاد

بدر کے اسی شمارے میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک تازہ خطبہ جمعہ شائع ہو رہا ہے۔ چونکہ یہ وقت کے ایک اہم تقاضے کے متعلق ہے اس لئے آج کی صحبت میں ہم حضور انور کے قیمتی ارشادات کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ اور احباب سے درخواست کرتے ہیں کہ حضور انور کے ارشادات کو غور سے پڑھیں اور ان پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کریں۔

حضور انور نے اپنے خطبہ میں جماعت کے ان احباب سے خاص طور پر خطاب فرمایا ہے جن کے ذمہ محض حقیقی مجبوریوں یا محض سستی کی وجہ سے چندوں کے بقایا ہو گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری جماعت جسے اللہ تعالیٰ نے منہاج نبوت پر قائم فرمایا ہے اور جس کے سپرد اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا عظیم الشان فریضہ کیا گیا ہے اس کی ذمہ داریاں بہت ہی زیادہ ہیں۔ اور ان ذمہ داریوں کی ادائی میں سستی اور غفلت کا واقع ہونا ہمارے جماعتی وجود کے لئے خطرناک ہو سکتا ہے۔ اور ہمارے اہم فرض کی ادائی کی راہ میں روک بھی بن سکتا ہے۔

یہ ایک واضح امر ہے کہ ہماری جماعت نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک ہاتھ میں ہاتھ دے کر یہ عہد کیا ہوا ہے کہ ہم میں سے ہر شخص دین کو دنیا پر اس رنگ میں مقدم رکھے گا کہ اپنی ذاتی ضرورتوں کو نظر انداز کر کے بھی دین کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرے گا۔ یہ عہد کوئی معمولی عہد نہیں ہے۔ ساری دنیا کی ۳½ ارب کے قریب آبادی کو اسلام کی حقیقی روح اور حقیقی تعلیم سے نہ صرف آشنا کرنے کا فرض ہمیں سونپا گیا ہے بلکہ کرۂ ارض کی اس تمام آبادی کو روحانی اعتبار سے اسلام اور محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام بنانے کا کام ہمارے ذمہ لگایا گیا ہے۔

پھر جس قدر کوئی کام اور مطمحِ نظر بڑا اور اہم ہوتا ہے اسی کی انجام دہی کے لئے اتنی ہی زیادہ قربانیوں اور اتنی ہی زیادہ تگ و دو کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالے کے بے شمار فضلوں کو یاد کرتے ہوئے ہم ایک قطعی یقین کے ساتھ اس ایمان پر قائم ہیں کہ احمدیت کی گذشتہ قریباً اسی سالہ زندگی میں ہماری جماعت نے اس راہ میں بے مثال قربانیاں پیش کیں۔ اور ان قربانیوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے اتنے فضل نازل ہوئے کہ ہم اپنی منزل کو ایک غیر معمولی سرعت کے ساتھ قطع کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اتنی سرعت کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ہاتھ ہمیں اپنے سروں پر صاف نظر آ رہا ہے۔ قوموں کی زندگی میں اسی سالہ مدت کو کوئی خاص اہمیت نہیں ہوتی۔ لیکن اس تھوڑے ہی عرصہ میں ہماری جماعت کے مرکز دنیا کے قریباً تمام ممالک میں قائم ہو کر تبلیغ اسلام کا عظیم فریضہ انجام دینے میں شب و روز منہمک ہیں۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ کہ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

جس عظیم الشان طریق سے پورا ہوتا ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ مخلی بالطبع ہو کر سوچنے والوں کے لئے یہ نظارہ بڑا ہی ایمان افروز اور وجد آفرین ہے کہ ایک تھوڑی سی مدت میں ہماری جماعت نے آفاقِ عالم میں احمدیت کی مضبوط بنیادیں قائم کر دی ہیں۔ جو زمین میں بہت گہری چلی گئی ہیں۔ اور جن پر عظیم الشان عمارتوں کی تعمیر و تکمیل کا کام ایک قابل فخر اور اطمینان بخش تدریج کے ساتھ انجام پاتا چلا جا رہا ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ یہ سارا کام اللہ تعالیٰ کی نصرت خاص کا مرہونِ منت ہے۔ اس نصرت خاص کا جس کے بے شمار وعدے ہمارے قادر و توانا خدا نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے تھے۔ ہماری جماعت نے بے شک قربانیاں دی ہیں اور بے مثال قربانیاں دی ہیں۔ لیکن نصرت الٰہی ان قربانیوں کے مقابلہ میں بہت ہی زیادہ نازل ہوتی ہے اور یوں سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دین کی خدمت کے مواقع بہم پہنچا کر ہمیں مفت میں اجر دے دیا ورنہ فیصلہ وہی آسمان کا نافذ ہو رہا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ؎

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

یہ تو ایک قضائے آسمانی ہے کہ اسلام ساری دنیا میں روحانی طور پر غالب آ کر رہے گا۔ اور جو فیصلہ اللہ تعالیٰ کی انگلی سے آسمان پر لکھا جائے اسے دنیا کی کوئی طاقت نافذ ہونے سے نہیں روک سکتی۔ خوش قسمت ہے وہ انسان جو اس آسمانی تقدیر کے نفوذ میں اخلاص اور یقین کے ساتھ اپنا حصہ ڈالتا ہے اور خدا تعالیٰ کے اجر کا مستحق قرار پاتا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے اس خطبہ جمعہ میں جماعت کو اس کی ایک اہم کمزوری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے متنبہ فرمایا ہے۔ اس لئے ہر جماعت کے عہدیداروں کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ جائزہ لیں کہ ان کی مقامی جماعت میں کون کون افراد ایسے ہیں جو خاص طور پر حضور کے اس خطبہ کے مخاطب ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بقایا داروں کا وجود احمدیت کے جسم کا ایک کمزور اور بیمار حصہ ہوتا ہے۔ اس کے علاج کے لئے اگر پوری توجہ نہ کی جائے تو یہ مرض بڑھ جاتا ہے۔ اور دوسری طرف مرکز کے بجٹ پر بقایا کا بہت زیادہ اثر پڑتا ہے۔ اور بہت سے اہم دینی کاموں کو معرض تعویق میں محض اس وجہ سے ڈالنا پڑتا ہے کہ بجٹ کے مطابق چندے وصول نہیں ہوتے۔ اور اس کی ساری ذمہ داری بقایا داروں کے ساتھ ہی متعلقہ جماعتوں کے عہدیداروں پر بھی عاید ہوتی ہے۔

ہفتہ وصولی بقایا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالے نے مرکزی بجٹ کو سو فیصد پورا کرنے کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے بقایوں کی وصولی کے لئے تجویز فرمایا ہے کہ ۳۰ رجنوری تا ۶ رفروری ایک ہفتہ وصولی منایا جائے۔ حضور انور کے اس ارشاد کی تعمیل میں تمام جماعتوں کا فرض ہے کہ بڑے اہتمام کے ساتھ یہ ہفتہ منانے کا پروگرام بنائیں۔ اس کا صحیح طریق یہ ہے کہ مقامی عہدیداران ابھی سے تمام بقایا داروں کو ان کے بقایا سے اطلاع دے دیں۔ تاکہ وہ اپنے بقایوں کی ادائیگی کے انتظام میں لگ جائیں۔ اور پھر حضور انور کے مقرر کردہ ایام میں ایک مہم جاری کر کے بقایا وصول کئے جائیں۔ اس کے علاوہ مبلغین یا مقامی جماعتوں کے خطیبوں اور عہدیداروں کو چاہیئے کہ وہ ہفتہ منانے سے قبل بجٹ کو سو فیصد پورا کرنے کی اہمیت بار بار دوستوں پر واضح کرتے رہیں۔ تاکہ انہیں ذہنی اور عملی طور پر تیاری کا موقع مل سکے۔

اس کے علاوہ بقایا کی ادائیگی کی اہمیت بتانے کے لئے سیدنا حضرت اقدس کا یہ خطبہ بالاستیعاب احباب کو سنایا جانا ضروری ہے اور ہفتہ وصولی بقایا سے قبل اس کے متعلقہ اقتباسات بھی بار بار دوستوں کے ذہن نشین کرائے جانے ضروری ہیں۔

اللہ تعالے اپنے فضل سے جماعت کے تمام دوستوں کو قربانی کے اعلیٰ معیار پر قائم ہونے کی توفیق بخشے آمین

درخواست دُعا

محترمہ چچی صاحبہ اہلیہ محترم محمد احمد صاحب سہلیہ کانپور کی آنکھ کا اپریشن ہوا تھا۔ محترمہ چچی صاحبہ کی صحت کاملہ و عاجلہ اور بحالیٔ بینائی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: شمیم بیگم اہلیہ محترم منظور احمد صاحب سوز
ناظر تعلیم قادیان۔

خطبہ جمعہ

آپ کو یہ عزم کر لینا چاہیے کہ ہم نے تقاضوں کو ادا کرنا اور سال رواں کا بجٹ پورا کرنا ہے

مومن کا ہر قدم پہلے سے آگے بڑھتا ہے اور وہ ہر سال پہلے سال سے زیادہ انعامات الٰہیہ کا وارث بنتا ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۸ اخاء ۱۳۵۰ ہش (۸ اکتوبر ۱۹۷۱ء) بمقام مسجد مبارک ربوہ

مرتبہ:۔ مکرم یوسف سلیم صاحب شاہد ایم اے:

سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے اس آیت کی تلاوت کی:۔

"وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ"

(الانفال آیت ۲۹)

اور پھر فرمایا:۔

گذشتہ جمعہ کے روز ہی مجھے انفلوئنزا کے آثار شروع ہو گئے تھے۔ بعد میں یہ شدت اختیار کر گیا۔ تین دن تک ناک اور آنکھوں سے ہر وقت پانی بہتا رہا اور اس سے بہت تکلیف رہی۔ اب بھی گو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے آرام ہے لیکن بیماری اور بیماری کی وجہ سے ضعف کے کچھ آثار باقی ہیں۔

میں احباب جماعت کو ایک ضروری امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا تھا اس لئے یہاں آگیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جس حد تک مجھے توفیق دی۔ اس ذمہ داری کو نباہوں گا۔

سورہ انفال کی اس آیت میں

اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا ہے

کہ ہمیں اس حقیقت کو سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو نعمتیں عطا کی ہیں جن میں سے مال و دولت کی نعمت بھی ہے اور بچے بچیوں کی نعمت بھی ہے یہ اسلئے عطا کی ہے کہ اس سے وہ ہمارا امتحان لینا چاہتا ہے۔

اس دُنیا کے امتحانات پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں۔ تو ہمیں یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے یعنی جو انسان کی عقل اور فطرت نے سمجھا اور سمجھایا ہے وہ یہ ہے کہ انسانی زندگی میں امتحان ایک نہیں ہوتا بلکہ درجہ بدرجہ مختلف امتحانات ہیں جن سے انسان کو گذرنا پڑتا ہے۔ مثلاً ایک بچہ ہے وہ پہلے کچی پکی کا اور پھر پکی پہلی کا امتحان دیتا ہے اور دوسری تیسری، چوتھی اور اسی طرح دسویں جماعت کے امتحان کے بعد ایف۔ اے یا ایف ایس۔ سی کا امتحان دے دیتا ہے۔ پھر قوم کے راستے مختلف ہو جاتے ہیں۔ مثلاً کچھ مالیاتی اداروں تک پھر ایم۔ اے تک اور پھر ایم اے کے بعد پی ایچ ڈی تک جاتے ہیں۔ کچھ انجینئرنگ میں جاتے ہیں اور مختلف امتحانات میں سے گذرتے ہیں۔ کچھ طب کی طرف جاتے ہیں اور ڈاکٹر بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہیں مختلف قسم کے امتحانوں میں سے گذرنا پڑتا ہے کچھ کو بعد میں ڈگریاں دی جاتی ہیں۔ پھر وہ ڈپارٹمنٹل امتحانات میں سے گذرتے ہیں۔

جب ہم اس پر غور کرتے ہیں۔ تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ہر امتحان کے بعد ایک انعام مقرر کر دیا جاتا ہے لیکن ہر امتحان ایک ہے اور دوسرے ایک ہے اور دوسرے امتحان کا دروازہ کھلتا ہے یہی کہ بعد دوسری کا امتحان ایک نیا امتحان ہے اور یہ پہلی کے امتحان سے بڑا ہے۔ اسی طرح دسویں کے بعد ایف۔ اے اور بی۔ اے اور اس کے بعد ایم۔ اے اور پھر پی۔ ایچ۔ ڈی کے جو امتحانات ہیں۔ پہلے امتحان میں کامیابی کی شکل میں انعام بھی ملا اور ایک نئے امتحان کا دروازہ بھی کھلا اور نئے امتحان کا دروازہ ناکامی کی صورت میں نہیں کھلتا۔ کوئی شخص دسویں جماعت میں فیل ہو کر انٹرمیڈیٹ یا ایف۔ اے۔ ایف۔ ایس سی میں شامل نہیں ہو سکتا۔ یہ دروازہ اس کے لئے بند ہو گیا۔ اسی طرح جو بی۔ اے میں فیل ہوتا ہے اس پر ایم اے کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور جو بی ایس سی میں فیل ہوتا ہے۔ اس پر اگلا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

یہی حال (کچھ اس سے ملتا جلتا) روحانی دُنیا کا ہے۔ اس لئے آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

مومن کا ہر قدم

پہلے سے آگے بڑھتا ہے مومن کی زندگی کا ہر سال اگر وہ کامیاب ہوتا ہے اور اپنے ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے تو پہلے سال سے زیادہ بہتر ہوتا ہے اور زیادہ قربانیوں اور زیادہ امتحانات میں سے گذرتے اور ان امتحانات سے زیادہ انعامات کا وارث پہلے سال ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے تمہیں جو دولت دی ہے یا میں نے تمہیں جو اولاد دی ہے یہ تمہارے آخری امتحان کا نتیجہ نہیں ہے کہ انعام مل گیا اور اب تم نے ترقی کر لی۔ آخری امتحان کا نتیجہ تو تب بالخیر ہونے کے بعد انسان کو ملتا ہے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حسن و احسان کے جلوے بڑی وضاحت کے ساتھ مشاہدہ کرتا اور جو جنت اور عشق کا مورد ہے وہ صحیح اور حقیقی جنت ہے اس وقت اس کو ملتی ہے۔

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو سہارا دینے کے لئے اور اس کی مدد کرنے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ جب وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ایک قربانی دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اپنے پیار کا بھی اظہار کرتا ہے اور اپنے

حسن و احسان کے جلوے

بھی اسے دکھاتا ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک انسانی فطرت اور اس کی جد وجہد کے نتیجہ میں اسے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اس کے مطابق ہوتا ہے لیکن وہ دروازہ نہیں یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے وہ یہ نہیں کہتا کہ اگرچہ میں نے تمہیں روحانی ترقیات کی ... راہیں تو دی تھیں لیکن تم نے ایک امتحان پاس کر لیا اب تمہیں مزید کچھ نہیں ملے گا۔ مزید امتحان کا دروازہ کھلا رہا یہی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ اس کے بغیر تو زندگی کا کوئی لطف نہیں۔ اس دنیوی زندگی کے متعلق بھی ہمارے سامنے یہی تصویر رکھی گئی ہے اور اُخروی زندگی کے متعلق بھی یہی تصویر رکھی گئی ہے۔

بدقسمتی سے بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ جب انسان جنت میں جائے گا تو گویا اس کو سب کچھ مل گیا۔ ابھی سب کچھ نہیں ملا کیونکہ سب کچھ ملنے کا مطلب تو یہ ہے کہ اس کے لئے مزید ترقیات کے دروازے بند ہو گئے لیکن حقیقت یہ نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بڑی وضاحت سے روشنی ڈالی ہے کہ اُخروی زندگی میں ارتقاء کا غیر متناہی دور رہے گا۔ البتہ دنیوی رنگ کے امتحان نہیں ہوں گے۔ وہ تو دنیا ہی اور رنگ کی ہے جس کے متعلق بتانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ نہ تمہاری آنکھ اسے دیکھ سکتی ہے نہ تمہارے کان اسے سن سکتے ہیں اور نہ تمہارا دل تخیل اس کا احاطہ کر سکتا ہے۔ بہشت اس میں ہمیں سمجھایا گیا ہے اور وہ یہی ہے کہ وہ دور ابتلا نہیں ہے

ہماری یہ زندگی جو ابتلاء اور امتحان کی زندگی ہے اس سے تو مختلف ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ وہاں ترقیات کے یعنی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو پہلے سے بھی زیادہ حاصل کرنے کا امکان نہیں ہے البتہ کس طریق پر انسان زیادہ سے زیادہ انعامات حاصل کرتا رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے پیار کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرتا رہے گا۔ اس کا ہمیں پتہ نہیں لیکن ہمیں یہ علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وہاں بھی یہی طریق رکھا ہے کہ آج گذری ہوئی کل سے بہتر، اور آنے والی کل آج سے بہتر ہوگی۔ ویسے حالات اور خلق کے لحاظ سے زمانہ کی شکل بھی بدل جاتی ہے۔ اس دنیا میں بھی انسان کا زمانے کے متعلق تصور اور ایک کیڑے کا تصور جس کی زندگی چند سیکنڈ سے زیادہ نہیں ہوتی مختلف ہوتا ہے۔ کیڑے کا تصور کیا ہے؟ اس کا تو ہمیں پتہ نہیں لیکن ہماری عقل کہتی ہے کہ وہ بہرحال مختلف ہوتا ہے۔

شہد کی مکھی

جو شہد کی مکھی اپنے کام میں لگی رہتی ہے، اس کی ساری زندگی ۴۵ اور ۵۰ دنوں کے درمیان ہوتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس کی عمر یہی ہوتی ہے۔ غرض شہد کی مکھی اپنی پیدائش سے ۴۵ اور ۵۰ دن کے درمیان کام کرتے کرتے مر جاتی ہے اور یہ ہمیں بہت سارے سبق دیتی ہے جو اس وقت میرے مضمون کا حصہ نہیں۔ اسی طرح شہد کی مکھیوں کی ماں، جو ان کی ملکہ کہلاتی ہے اس کی عمر ۴ اور ۵ سال کے درمیان ہوتی ہے۔ اب یہ وقت کا تصور دونوں کے لئے بڑا مختلف ہوگا اگر ہم شہد کی مکھیوں پر کچھ غور کریں اور اپنی عقل سے کام لیں تو پتہ لگتا ہے کہ ایک کیڑے کو بڑی جلدی پیدا ہوتی ہے کہ وہ ۴۵ دن میں زیادہ سے زیادہ کام کرلے۔ مثلاً ایک شہد کی مکھی جب ایک خاص عمر میں شہد اکٹھا کرنے کے لئے جاتی ہے تو وہ صبح سے شام تک اپنے کام میں لگی رہتی ہے۔ اس پر ایک جنونی کیفیت طاری ہوتی ہے ایک دن میں سینکڑوں میل کا سفر کرتی ہے۔ جاتی ہے آتی ہے۔ پھولوں کا رس چھتے میں رکھتی ہے۔ پھر جاتی ہے۔ اور اس طرح وہ چکر لگا رہی ہوتی ہے۔ وہ سمجھتی ہے کہ میری چھوٹی سی زندگی ہے۔ میں اس میں زیادہ کما لوں۔ یہ کیفیت انسان میں بھی ہونی چاہیئے بہتوں میں ہوتی ہے اور بہتوں میں نہیں ہوتی۔

دوسری طرف شہد کی مکھیوں کی جو ملکہ ہے اسے یہ دھڑکا لگا ہوا ہوتا ہے کہ کہیں ۴۵ دن کے بعد میرا چھتہ مکھیوں سے خالی نہ ہو جائے۔ اس واسطے وہ ایک ایک دن میں دو دو ہزار انڈے دے دیتی ہے اور یہ اس کے اپنے وزن سے اڑھائی گنا زیادہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی زندگی کے لحاظ سے ایک لگن لگائی ہوتی ہے۔

بہرحال ہماری عقل کہتی ہے کہ ان میں وقت کا احساس پایا جاتا ہے۔ گو کیڑے کا جو احساس ہے وہ تو ہمیں معلوم نہیں ہو سکتا لیکن جب ہم اس کی زندگی پر غور کرتے اور اس کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہماری عقل اس نتیجہ پر پہنچتی ہے کہ اسے وقت کا احساس اور قسم کا ہے اور ہمیں وقت کا اور قسم کا ہے اخروی زندگی میں وقت کا احساس اور قسم کا ہوگا۔ ہمیں نہیں پتہ کہ وہ احساس کیا ہے؟ لیکن جو بھی احساس ہوگا۔ اس میں ایک وقت کے بعد جو دوسرا وقت آئے گا۔ وہ پہلے سے بہتر ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے

قرب کے درجات

غیر محدود ہیں۔ اس لئے انسان کی ترقیات کے درجات بھی غیر محدود ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ ہے اور انسان میں اتنا بُعد ہے کہ وہ بُعد تو پاٹا نہیں جا سکتا لیکن انسان اللہ تعالیٰ کے قریب سے قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

میں یہاں کی اس مادی دنیا کا ذکر کر رہا ہوں۔ ہر سال خدا تعالیٰ کے بندے ایک نئے امتحان میں سے گذرتے ہیں اور ہر سال خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے کالج کے بہت سے کلاسز کی طرح نمبر بار بار ہی پاس ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ اس امتحان کی کامیابی پر اگرچہ ایک انعام بھی ملتا ہے لیکن یہ کامیابی ایک نئے امتحان اور ایک بڑے انعام کا دروازہ بھی کھولتی ہے۔ جو نئے امتحان کا دروازہ کھولا جاتا ہے وہ پہلے سے بڑھ کر سخت اور مشکل ہوتا ہے۔ وہ زیادہ محنت طلب ہوتا ہے یا مذہبی اصطلاح میں کہیں گے کہ اس کے لئے انسان کو زیادہ مجاہدہ اور زیادہ جہاد کرنا پڑتا ہے۔ اسی واسطے آپ اپنی زندگی (اور مراد جماعت احمدیہ کی یعنی میری اور آپ کی جو زندگی ہے بحیثیت جماعت) اس زندگی پر غور کریں تو آپ کو اللہ تعالیٰ کا یہ فضل نظر آتا ہے کہ جماعت احمدیہ ہر سال پہلے سال سے، ہر لحاظ میں زیادہ ترقی کرتی ہے۔ لیکن میں اس وقت ہر لحاظ کی بات نہیں کروں گا۔ صرف مالی قربانی کی بات

کروں گا۔

میں نے پہلے بھی ایک موقعہ پر بتایا تھا کہ ۱۹۴۴ء تک بیرون ملک کی جماعتوں کے چندے یعنی مالی قربانی قریباً صفر تھی۔ استثنائی طور پر شاید آپ کو کہیں نظر آ جائے تو آ جائے ورنہ صفر تھی۔ چنانچہ بیرون ملک کی احمدی جماعتوں نے پہلی بار ۱۹۴۵ء میں مالی قربانی دینی شروع کی۔ یعنی پہلی بار ان کی مالی قربانی ۱۹۴۵ء میں ہمارے سامنے آئی۔ اس وقت ان کا پھیلاؤ زیادہ ہے۔ بہرحال جو چیز ہمیں نظر آئی ہے وہ یہ ہے کہ اس وقت یہاں کی جماعتوں سے ان کی مالی قربانی اگر زیادہ نہیں تو برابر ضرور ہوگی۔ وہ ہم سے بہت پیچھے یعنی ۱۹۴۵ء میں آئے اور اب وہ ہم سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہمارے پہلو بہ پہلو تو وہ اس وقت تک پہنچ چکے ہیں۔

اس سال مجھے فکر تو نہیں لیکن فرض تھا کہ میں جماعت کو توجہ دلاتا۔ البتہ

نظارت بیت المال

کو فکر تھی کہ بجٹ کے مطابق چندے اتنے نہیں آ رہے جتنے اس وقت تک آنے چاہیئے تھے۔ میں نے ان کو ایک دن سمجھایا تھا کہ فکر نہ کرو۔ ملک میں بالغ رائے دہی کی بنیاد پر پہلی بار انتخابات ہو رہے ہیں ایک ہنگامہ بپا ہے۔ ذہنوں میں ایک ہیجان ہے۔ گو ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ چندوں کی ادائیگی میں کمی لوگوں کی سستی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ لیکن بہرحالی کچھ توجہ انتخابات کی طرف بھی ہو گئی ہے۔ اب جب ہم ان سے فارغ ہوں گے تو پھر ایک ردِ عمل پہلے سے زیادہ شدید ہوگا۔ اور ردِ عمل پیدا ہونا چاہیئے۔ ورنہ جماعت پر ایک دھبہ لگ جاتا ہے۔

اس وقت

بجٹ کے لحاظ سے

جتنی آمد ہونی چاہیئے اس سے قریباً پانچ، ساڑھے پانچ لاکھ روپے کم آمد ہوئی ہے اور دو لاکھ سے زیادہ موصیوں کا حصہ آمد کم ہے۔ اب جس دل نے انتہائی پیار کے ساتھ اپنی آمد کا دسواں حصہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا ہے اس پر ہم بدظنی تو نہیں کر سکتے۔ البتہ کئی مجبوریاں ہوتی ہیں بعض دفعہ ایک چھوٹی سی مجبوری بھی ہاتھ پاؤں باندھ دیتی ہے بعض دفعہ ایک بالکل معمولی رسی سے گھوڑے کا پاؤں باندھ دیا جائے جیسے وہ ایک ذرہ سی حرکت سے توڑ سکتا ہے لیکن گھوڑا اپنے آپ کو بندھا ہوا محسوس کرتا ہے۔ بعض دفعہ انسانوں کی بھی یہی کیفیت ہوتی ہے لیکن یہ کیفیت بہرحال دور ہونی چاہیئے۔ اور انشاء اللہ دور ہوگی۔

۳۱ر جنوری اور پہلی، دوسری، تیسری چوتھی اور پانچویں فروری کے یہ

سات دن

میں اس وقت مقرر کرتا ہوں۔ یہ دن عملاً بیدار ہو کر اس بات کے ثابت کر دینے کے لئے ہیں کہ عارضی طور پر اونگھ آ گئی تھی۔ نیند یعنی موت وارد ہوئی۔ موت کا تو سوال ہی نہیں لیکن سوئے بھی نہیں تھے البتہ اونگھ تو اچھے ہوشیار آدمی کو بھی آ جاتی ہے۔ بعض دفعہ رات کو تہجد پڑھنے والا بھی اگر تھکا ہوا ہے تو اسے بھی اونگھ آ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کا دماغ ہی کچھ ایسا بنایا ہے۔

موصیوں کے حصہ آمد میں جو کمی ہے اس کے لئے میں موصیوں کی تنظیم کو ذمہ دار قرار دیتا ہوں جن کے سپرد یہ کام ہے انہیں پتہ کرنا چاہیئے کہ یہ کمی کیوں واقع ہوئی ہے۔ پس موصیوں کا بقایا بھی نہیں رہنا چاہیئے۔ باقی دو تین لاکھ روپے کی جو رقم ہے اس وقت خدا تعالیٰ کا فضل ہے یہ کوئی ایسی رقم نہیں ہے۔ اس میں پریشان ہونے والی کوئی بات نہیں۔

میں نے پہلے بھی ایک دفعہ کہا تھا کہ جس وقت خدا تعالیٰ کے حضور کوئی قربانی پیش کی جاتی ہے۔ اسی وقت سے اس پر ثواب شروع ہوتا ہے آپ دو مہینے تک اس سے محروم رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا فضل اور رحم فرمانے بہرحال غلطی ہوئی ہے۔ اب بھی زیادہ دیر تک محروم نہیں رہنا چاہیئے۔ بلکہ

یہ عزم کر لینا چاہیئے

کہ ہم نے ان بقایاجات کو پورا کرنا ہے۔

آپ نے سالِ رواں کے لئے کام کے جو منصوبے مشاورت کے موقع پر باہمی مشورے سے منظور کئے تھے اور ان کاموں کے کرنے کے لئے جس رقم کی آپ نے ضرورت محسوس کی تھی اور جس کے مطابق آپ نے بجٹ بنایا تھا۔ وہ بجٹ پورا ہونا چاہیئے۔ ورنہ وہ کام نہیں ہو سکیں گے۔ پھر اگلی مشاورت کے موقع پر عہدیدار آکر یہ نہیں کہیں گے کہ اُن سے سُستی ہو گئی۔ انہوں نے احبابِ جماعت کو یاد دہانی نہیں کرائی بلکہ وہ یہ کہیں گے کہ یہ کام کیوں نہیں ہؤا؟ وہ یہ نہیں سوچیں گے کہ اس کام کے لئے اتنے روپے کی ضرورت تھی۔ جب تک وہ روپیہ مہیا نہ ہو وہ کام کیسے ہو سکتا ہے بہرحال میں اپنی طبیعت کے لحاظ سے یہ سمجھتا ہوں کہ مجھے اس تفصیل میں بھی جانے کی ضرورت نہیں (طبیعت سے مراد بیماری نہیں بلکہ فطرت ہے۔ بیماری میں تو مجھے جتنی توفیق ملے گی بولوں گا) اس واسطے کہ مجھے پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بشارت بھی دی اور آپ سے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ میں تجھے مخلصین کی ایک جماعت دوں گا، جو ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کی اس مہم کو کامیابی سے چلائے گی۔ یہ تو انشاء اللہ ہو کر رہے گا لیکن کبھی دوسرے لوگ اعتراض کر دیتے ہیں کبھی ہمارے دلوں میں ایک وہم سا پیدا ہو جاتا ہے کیوں آپ وہم پیدا کر کے مجھے پریشان کرتے ہیں؟ تھوڑی سی رقم ہے سُستی دور کریں اور رقم ادا کریں تاکہ ہم اپنے کام کریں اور آگے بڑھیں۔ انشاء اللہ۔

خدا تعالیٰ آپ کو اتنا مال دے رہا ہے کہ آپ اس کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔ اور پھر وہ آپ کو مالی قربانی کی توفیق بھی دے رہا ہے اور آپ سے اس کا یہ وعدہ ہے کہ وہ آپ کو اجرِ عظیم دے گا۔ اور وہ اپنا وعدہ پورا بھی کر رہا ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ اولاد اور اموال تو امتحان ہیں۔ دُنیا کے امتحان کے نتیجہ میں تو ذرا ذرا سا انعام ملتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی ایم۔اے پاس کر لیتا ہے لیکن یہ چھوٹا سا انعام ہے کیونکہ بہت سارے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو انعام صرف اتنا ملتا ہے کہ ایم۔اے کی ڈگری مل جاتی ہے لیکن حکومت ان کے لئے نوکری کا سامان نہیں کرتی وہ چھوٹا سا انعام یعنی ڈگری لے کر پھر بھی پریشان پھر رہے ہوتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کا اپنے بندوں سے تو یہ سلوک نہیں ہوتا۔ وہ تو صرف پاس ہی نہیں کرتا وہ صرف رحیم ہی نہیں ہے۔ صرف استحقاق ہی پیدا نہیں کرتا بلکہ وہ

مالکِ یوم الدین

بھی ہے۔ ہر چیز اس کے ہاتھ میں ہے

جب استحقاق پیدا کرتا ہے تو ساتھ یہ بھی کہتا ہے، یہ لو، اور دُنیا حیران ہے اور ہم اپنے پیارے رب کے پیارے جلوؤں کو دیکھ کر خوشی سے اپنی زندگی کے دن گذار رہے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ میں تمہیں دنیا کی طرح اجر نہیں دوں گا۔ بلکہ میرا اجر تو اجرِ عظیم ہے (عظیم عربی لغت کے لحاظ سے اس عظمت کو کہتے ہیں جس سے بڑھ کر کوئی عظمت نہ ہو) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو اجر میں نے دینا ہے اس سے بڑھ کر اجر تمہیں کہیں اور نہیں مل سکتا۔ پس یہ عظیم اجر ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور

یہ عظیم اجر ہے

جسے ہم عملاً اللہ تعالیٰ سے وصول کر رہے ہیں۔ اور جس پر ہم خوش ہیں۔

پس اس اجرِ عظیم کے حصول میں اپنی سُستیوں کے نتیجہ میں وقتی طور پر بھی کیوں پیدا ہونے دیں؟ جس طرح ایک اُونگھنے والے آدمی کو جھٹکا لگتا ہے۔ اور وہ ایک جھٹکے کے ساتھ بیدار ہو جاتا ہے میں بھی ویسا ہی ایک ہلکا سا جھٹکا آج لگانا چاہتا ہوں تاکہ آپ بیدار ہو جائیں اور کمی کو پورا کر دیں اللہ تعالیٰ آپ کو بھی ہر روز زیادہ سے زیادہ بڑی قربانیاں پیش کرنے کی توفیق دے۔ اور مجھے بھی اس کی توفیق دے۔ اس کے فضل کے بغیر یہ توفیق بھی نہیں ملتی۔

زکوٰۃ کی ادائیگی تزکیۂ نفس و اموال کرتی ہے

نصرت جہاں ریزرو فنڈ میں سو فیصد ادا کرنے والے مخلصین

فہرست بغرضِ دُعا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھجوائی گئی

نصرت جہاں ریزرو فنڈ کی بابرکت تحریک میں بھارت کے جن مخلصین وعدہ کنندگان نے اپنے وعدے سو فی صد ادا کر دیئے ہیں اُن کے نام بغرضِ دُعا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بھجوا دیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان سب بھائیوں کو جزائے خیر بخشے۔ اور جو مخلصین ابھی تک اپنی بعض مجبوریوں کے باعث سو فی صد ادائیگی نہیں کر سکے اُنہیں بھی جلد ادائیگی کی توفیق نصیب ہو۔ آمین۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

نمبر شمار	نام	جماعت	رقم وعدہ	رقم وصولی
۱	محترم مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ قادیان	قادیان	۵۰۰/-	۵۰۰/-
۲	،، حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب	،،	۵۰۰/-	۱۰۰۰/-
۳	مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ناصر	،،	۵۰۰/-	۵۰۰/-
۴	،، ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے	،،	۵۰۰/-	۵۰۰/-
۵	،، چوہدری محمد طفیل صاحب	،،	۵۰۰/-	۵۰۰/-
۶	،، سید محمد شریف شاہ صاحب	،،	۵۰۰/-	۵۰۰/-
۷	،، مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل	،،	۵۰۰/-	۵۰۰/-
۸	،، عمر دین صاحب دکاندار	،،	۵۰۰/-	۵۰۰/-
۹	،، محمد یوسف صاحب زیدی (رنگریز)	،،	۵۰۵/-	۵۰۵/-
۱۰	،، ڈاکٹر محمد عابد صاحب قریشی	شاہجہانپور	۵۰۰/-	۵۰۰/-
۱۱	،، سید داؤد احمد صاحب	مظفر پور	۲۰۰۰/-	۲۰۰۰/-
۱۲	،، سید فضل احمد صاحب	پٹنہ	۲۰۰۰/-	۲۰۰۰/-
۱۳	،، شہزادہ پرویز صاحب	کلکتہ	۵۰۰/-	۵۰۰/-
۱۴	،، مظفر محمود صاحب شہرہ	،،	۵۰۰/-	۵۰۰/-
۱۵	محترمہ امتہ السلام صاحبہ	،،	۵۰۰/-	۵۰۰/-
۱۶	مکرم چوہدری محمود احمد صاحب منیر	،،	۵۰۰/-	۵۰۰/-
۱۷	،، محمد جہانگیر صاحب ابن میاں محمد ادریس صاحب	،،	۵۰۰/-	۵۰۰/-
۱۸	،، مسعود احمد صاحب شہرہ	،،	۵۰۰/-	۵۰۰/-
۱۹	،، شیخ علی احمد صاحب	پوری	۵۰۰/-	۵۰۰/-
۲۰	،، سید منظور احمد صاحب	بھبنیشور	۵۰۰/-	۵۰۰/-
۲۱	،، مرزا شیر علی بیگ صاحب	مانکاگوڑا	۲۰۰۰/-	۲۰۰۰/-
۲۲	،، سیٹھ اسماعیل صاحب	چنتہ کنٹہ	۵۰۰/-	۵۰۰/-
۲۳	،، حسن ابراہیم صاحب	مدراس	۱۰۰۰/-	۲۲۵۵/-

سالِ نَو کی تحریک جدید

الٰہی جماعتیں اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتی ہیں۔ جب سے دورِ تحریک جدید منتظر رہتے ہیں۔ اور بہت سے دوست روپیہ تیار رکھتے ہیں تا اعلانِ سالِ نو ہوتے ہی ادائیگی کریں۔ چنانچہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہونے پر والہانہ انداز میں احباب و جماعتیں لبیک کہہ رہی ہیں اور نقد ادائیگی کر کے السابقون الاولون میں شامل ہونے والوں کی اطلاع دُعا کے لئے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کی جا رہی ہے۔ امید ہے باقیماندہ احباب بھی جلد توجہ فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

بھاگلپور (بہار) میں حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ کے یوم پیدائش پر

نمائندہ جماعت احمدیہ بھاگلپور کی دلچسپ تقریر

رپورٹ مرسلہ مکرم ایم۔ ــ باقی صاحب صدر جماعت احمدیہ برہ پورہ (بھاگلپور)

امسال خاکسار کی بڑی خواہش تھی کہ حضرت بابا نانک کے جنم دن کے موقع پر گوردوارہ بھاگلپور میں جماعتی ڈھنگ سے کوئی خاص پروگرام ضرور رکھا جائے۔ لہذا خاکسار نے اپنے اس خیال کے تحت کافی روز پہلے سے ہی یہاں کے گوردوارہ کے پریذیڈنٹ جناب ریکھی صاحب اور دیگر ممبران سے گفت و شنید شروع کر دی۔ ساتھ ہی مرکز سے کافی تعداد میں لٹریچر بھی منگوا لیا گیا۔ بات چیت کرنے پر پریذیڈنٹ صاحب نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ قبل اس کے کہ آپ کو لٹریچر بانٹنے یا تقریر وغیرہ کرنے کی اجازت دی جائے بہتر ہوگا کہ آپ اپنے لٹریچر کی ایک ایک کاپی اور اپنی تقریر کی تحریری کاپی ہمیں دکھا دیں۔ تاکہ ہم .... سکیں۔ چنانچہ خاکسار نے دو مضامین بعنوان "سکھ مسلم اتحاد" اور "حضرت بابا نانک جی اور اُن کی تعلیم" کی نقول اور لٹریچر کی ایک ایک کاپی اُن کی خدمت میں پیش کر دی۔ پریذیڈنٹ صاحب نے "حضرت بابا نانک کی تعلیم" سے متعلق مضمون کچھ رد و بدل کے بعد پڑھنے کی اجازت دیدی۔ ساتھ ہی اُنہوں نے خاکسار کو مع احباب جماعت ۲ر نومبر کی صبح دس بجے آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ ۲ر نومبر کے قریب پونے دس بجے خاکسار برہ پورہ سے اپنی جماعت کے محمد شمیم صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت، سید فیروز الدین صاحب سیکرٹری مال، سید صدر الدین صاحب، جناب حسن محمد صاحب اور ایک نو احمدی دوست محمد اظہر صاحب کو لے کر گوردوارہ پہنچا۔ جہاں ہم لوگوں کا استقبال بڑی خوشی کے ساتھ تمام ممبران گوردوارہ نے گل پوشی کے ذریعہ کیا گیا۔ اور ہم سب لوگوں کو گوردوارہ کے بالکل اندر خاص مہمانوں کے طور پر بٹھایا گیا۔ اور اپنے پروگرام میں ہماری جماعت کے لئے خاص وقت مقرر کیا گیا۔ خاکسار کی تقریر کے لئے ۱۱ بجے وقت مقرر کیا گیا تھا لیکن موسم کی خرابی کے باعث پروگرام چونکہ کچھ دیر سے شروع ہوا۔ اسلئے خاکسار کو تقریر کا موقع قریب ½۱۲ بجے دیا گیا۔ تقریر کے وقت کافی لوگ موجود تھے۔ جو بڑی توجہ اور خاموشی کے ساتھ سنتے رہے۔

خاکسار نے اپنی تقریر کے آغاز میں جماعت کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کی تعلیم کے تحت سبھی مذاہب کے بانیوں، پیغمبروں، اوتاروں اور رشیوں کا ادب و احترام اس جماعت کی امتیازی نشان رہی ہے۔ حضرت بابا نانک جی سے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے خاص طور سے محبت و عقیدت کا اظہار فرمایا ہے۔ چنانچہ انہی روایات کے تحت میں بھی آج حضرت بابا نانک جی کے چرنوں میں اپنی عقیدت کے چند پھول پیش کرتا ہوں۔

اس نوع کی مذہبی تقریبات کی تاریخی اہمیت واضح کرنے کے بعد خاکسار نے حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ کی ولادت با سعادت سے آپ کے عنفوان شباب تک کے حالات کا مختصراً ذکر کیا۔ اور بتایا کہ حضرت بابا نانک جی کے زمانہ میں دنیا کی جو حالت تھی اس کا نقشہ اُنہوں نے ان الفاظ میں کھینچا ہے "یعنی دنیا کے لوگ دنیا میں غرق تھے اور وہ دنیا کی ہر چھوٹی بڑی چیز کو اپنا قصہ ..... تھے۔ اُن کے نزدیک اگر کوئی چیز پرائی تھی تو وہ کُل کا خالق و مالک خدا تعالیٰ تھا۔ جس سے اُنہیں کوئی تعلق نہ تھا۔ اس وقت کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے بانی سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام یوں رقمطراز ہیں:

"بابا صاحب ایسے وقت میں ظہور فرما ہوئے تھے جبکہ ہندوؤں کی روحانی حیات بالکل بے حس و حرکت ہو گئی تھی اور جبکہ مسلمانوں میں سے بہت سے لوگ نام کے مسلمان تھے ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے بابا صاحب کو حقیقت طلبی کی روح عطا کی جبکہ پنجاب میں روحانیت گم ہو گئی تھی"

الغرض جب دنیا اس دور سے گذر رہی تھی۔ آپ کی پاک روح حقیقت کی تلاش کے لئے بے چین ہوا کی۔ آخر کار جب خدا نے آپ کی بے چینی دیکھی اور اپنی جستجو کا پیاسا پایا تو آپ کو شرف مکالمہ و مخاطبہ بخشکر آپ کی پیاس بجھائی۔ حضرت بابا نانک جی نے خدا کو پا کر دنیا کی ساری عزتوں کو ٹھکرا دیا۔ اور اس رب العزت کی یاد میں گم ہو گئے۔ اور لوگوں کی اصلاح میں لگ گئے۔

یوں تو حضرت بابا نانک جی کی تعلیمات سے کتاب بھری پڑی ہے۔ لیکن میں اس جگہ اُن کی تعلیمات کے چند بنیادی اصولوں کا ہی ذکر کروں گا جس میں فلسفہ توحید اور آپ کی تعلیم، نام، دان اور اسنان خاص ہیں۔

اُن کی ساری تعلیمات کا سب سے اہم و مرکزی نقطہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پیش کرنا تھا۔ اور اسی کے تحت اُنہوں نے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں بنایا اور صرف اُسی کی عبادت ..... دیا۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اور ..... یت کے بارے میں حضرت بابا نانک جی نے یہ پیغام دیا جو کہ جنم ساکھی میں یوں مرقوم ہے کہ "تو پیر سے کہہ دے کہ اگر وہ دونوں کو ڈھونڈھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا وصل نہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ واحد ہی ہے، اکیلا ہے۔ خدائے واحد کی عبادت کرو۔ دوسرے کا رد کر دو۔ دوسرا پیدا ہوتا ہے اور مر جاتا ہے اور جو غیر فانی ہے اور ہمیشہ ہمیش سے ہے، ایک جیسا ہے، اُسی کی عبادت کیا کرو۔"

حضرت بابا نانک جی کی وحدانیت کی تعلیم کے بعد اب ہم اُن کی دیگر تعلیمات نام، دان اور اسنان کو لیتے ہیں۔ حضرت بابا نانک جی نے خدا کی وحدانیت کو منوانے کے بعد اُس کے ذکر کو بھی ضروری امر قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اُنہوں نے بیان کیا ہے کہ "اگر کوئی شخص صدق دل سے اپنے خالق و مالک کا ذکر نہیں کرتا ہے تو اُس کا کھانا، پینا، اور پہننا سب فضول ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی حق تلفی کرتا ہے"۔ اُن کے نزدیک ذکر الٰہی سے ہی انسان ابدی زندگی کا وارث ہو سکتا ہے۔ ورنہ وہ ابدی موت مر جاتا ہے۔ لیکن ذکر الٰہی سے اُنہوں نے صرف یہ مطلب نہیں لیا ہے کہ مسجد مندر یا گوردوارہ میں بیٹھ کر "اللہ اللہ" "رام رام" یا "واہ گورو، واہ گورو" کیا جائے بلکہ اُنہوں نے ذکر الٰہی سے مراد انسان کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے سے لیا ہے۔ جیسا کہ اُنہوں نے کہا کہ

"جس طرح لوہا آگ میں پڑ کر لال ہو جاتا ہے اور ہر چھونے والے کو جلا دیتا ہے، اسی طرح خدا کے نیک بندے اور عابد لوگ ہیں جو خدا کے مظہر بن جاتے ہیں"۔

حضرت بابا نانک جی نے "نام" کے بعد "دان" پر زور دیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان جو کچھ بھی کماتا ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل کرتا ہے۔ اس میں غریبوں، مسکینوں، یتیموں، اپاہجوں، مسافروں اور جانوروں کا بھی حصہ ہے۔ جسے حضرت بابا نانک جی نے "دان" اور "زکوٰۃ" کے لفظ سے موسوم کیا ہے۔ اُنہوں نے ایسے لوگوں کو جو کہ خود کماتے ہیں اور کھانے پینے پر خرچ کر دیتے ہیں اور مذکورہ بالا مخلوق کا خیال نہیں کرتے اُنہیں مردار خور کہا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ جو ایسا کرتا ہے اُس کے بارے میں اُنہوں نے کہا ہے کہ

"اُن کو جنت میں بغیر پوچھے داخل کیا جائے گا"۔

حضرت بابا نانک جی نے "دان" کے بعد "اسنان" پر زور دیا ہے آپ کے اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ جسم کو مل مل کے دھویا جائے بلکہ ..... ہر قسم کی روحانی بُرائیوں اور غلاظتوں سے پاک رکھا جائے جو ایسا نہیں کرتا وہ "اسنان" کے حقوق کو تلف کرتا ہے۔ اُنہوں نے فرمایا ہے کہ گندی روح اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی پاک ہو سکتی ہے۔ اور انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بغیر اپنے تن من کو پاک نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ حضرت بابا نانک جی نے جسم کی پاکی کے لئے کھانے پینے، پہننے، اوڑھنے، آنکھ، کان اور زبان وغیرہ کی پاکی پر بھی زور دیا ہے۔

حضرت بابا نانک رحمۃ کی ان بنیادی تعلیمات کو بیان کرنے کے بعد خاکسار نے آپ کے روحانی مقام سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پڑھکر سنائے۔ آخر میں خاکسار نے جماعت کی طرف سے تمام منتظمین گوردوارہ کا شکریہ ادا کیا۔ تقریر کے ختم ہونے پر سردار گوربخش سنگھ صاحب جو کہ اس وقت صدارت کر رہے تھے تقریر کو سراہا اور جماعت کی شمولیت پر خاص طور سے شکریہ ادا کیا۔ اور بڑی عزت و احترام کے ساتھ ہمیں الوداع کیا۔

اللہ تعالیٰ اس تقریر کے مفید نتائج ظاہر کرے۔ اور سعید روحوں کو حق کے شناخت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ابطالِ الوہیتِ مسیح علیہ السلام

کیا حضرت مسیح ناصری علیہ السلام حقیقی خدا ہیں؟

پادری عبداللہ آتھم صاحب اور پادری عبدالحق صاحب کے دیگر دلائل کی حقیقت!!!

پادری برکت اللہ صاحب کے حوالہ کی اصلیت

از مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

(بسلسلہ سابق)

پادری عبداللہ آتھم صاحب و پادری عبدالحق صاحب "رئیس المناظرین" کی طرف سے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی الوہیت و حقیقی خدائی ثابت کرنے کے لئے ایک دلیل یہ دی گئی ہے کہ ان میں خدائی والی صفات پائی جاتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بائبل میں ان کی طرف بعض خدائی صفات منسوب ہیں۔ مثلاً قادرِ مطلق۔ خالق۔ محافظِ کل۔ لاتبدیل ہمہ دان۔ حاضر ناظر۔ مالکِ کل مختارِ کل۔ قابلِ پرستش۔ دعاؤں کا قبول کرنے والا عدالت کرنے والا۔ گناہ بخشنے والا۔ اور فرشتوں کو بھیجنے والا۔ پادری صاحبان کا کہنا ہے کہ یہ خدائی صفات ہیں اور بائبل میں یہ صفات کسی اور شخص یا ہستی کے لئے بیان نہیں کی گئیں نہ یہ کام خدا کے سوا کوئی اور ہستی کر سکتی ہے اور نہ یہ صفات کسی اور کو حاصل ہیں۔ لہذا حضرت مسیح ان خدائی صفات کی وجہ سے حقیقی خدا ہے۔

اس بارہ میں ہمارا جواب یہ ہے کہ یہ نرے دعوے ہیں۔ ان کی دلیل کوئی نہیں بتائی گئی واقعات سے ثابت نہیں کیا گیا کہ یہ باتیں درحقیقت ان میں پائی جاتی تھیں۔ اس بارہ میں ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ مذکورہ بالا خدائی کے کام انہوں نے کر کے دکھائے۔ اور یہ دکھایا جائے کہ ان صفات کا ثبوت انہوں نے اپنے وجود میں کب اور کہاں پیش کر کے دکھایا یہ تو نرے دعوے ہیں جن کے ساتھ کوئی دلیل عقلی اور ثبوت واقعاتی پیش نہیں کیا جاتا۔ نہ حضرت مسیح علیہ السلام نے خود ان کا کوئی ثبوت دیا نہ اب پادری صاحبان کچھ ثبوت پیش کرتے ہیں۔ کہ وہ اس کمی کو پورا کر کے دکھائیں اور وہ خدائی واقعات پیش کریں جو ان کی طرف سے وقوع میں آئے ہوں۔ بلا دلیل دعویٰ کیسے قبول ہو سکتا ہے۔ باوجود بار بار کے مطالبہ کے پادری صاحبان نے کبھی آج تک اس کا ثبوت پیش نہیں کیا اگر ہر ایک شخص کھڑا ہو کر ایسا دعویٰ کر دے جیسا کہ فرعون نے بھی کیا تھا۔ یا بعض ہندو اوتاروں ... کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ خدا تھے۔ تو کیا ان کو بھی بغیر کسی واقعاتی ثبوت و دلیل کے حقیقی خدا تسلیم کر لیا جائے اس صورت میں تین خداؤں سے بڑھکر خدا ماننے پڑینگے لیکن اگر ان کو خدا تسلیم کرنے کے لئے کوئی بھی زیرک انسان تیار نہیں تو پھر حضرت مسیح علیہ السلام کو کس طرح بے دلیل حقیقی خدا قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس موقعہ پر پادری صاحبان یہ کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ لکھا ہے کہ خدا نے سب چیزیں اس کے واسطے سے پیدا کی ہیں۔ مگر یہ بھی دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ جو خود دلیل کا محتاج ہے۔ نہ معلوم پادری صاحبان کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ دعویٰ اور دلیل میں فرق نہیں کر سکتے۔ اور دلیل کی بجائے دعوے پیش کر دیتے ہیں:

اکرنتھیوں ۸: ۶ میں لکھا ہے کہ "سب چیزیں خدا ہی نے پیدا کی ہیں"۔ گویا مسیح نے خود کوئی چیز پیدا نہیں کی اور وہ قادر اور خالق نہیں پھر خدا کا اس کے وسیلہ سے چیزوں کو پیدا کرنا بھی ایک بے دلیل دعویٰ ہے۔ جو اسے خالق اور قادر ثابت نہیں کر سکتا ہے۔

ایک سوال ہمارا یہ ہے کہ اگر مذکورہ خدائی صفات اگر مسیح میں ہی پائی جاتی تھیں اور ان سے قبل کسی فرد میں وہ موجود نہ تھیں تو بائبل نے دوسروں کو خدا اور اس کے فرزند (زبور ۸۲: ۶،۷) بلکہ پلوٹھے کیوں قرار دیا ہے؟ اور کیا بائبل میں ان کے متعلق کہیں لکھا ہے کہ وہ تو حقیقی خدا نہیں مگر آنے والا مسیح اسرائیلی حقیقی خدا ہوگا۔ جو مجسم ہو کر آئے گا۔ اور پھر یہ دکھایا جائے کہ حضرت مسیح نے اگر بھی اس کے مطابق یہ دعویٰ کیا ہو کہ میں برخلاف مذکورہ دیگر خداؤں کے حقیقی ہوں اور مجسم ہو کر آیا ہوں۔ اور اگر وہ ان کا ایسا دعویٰ دکھانے سے عاجز تام ہوں تو ان کا یہ حق نہیں کہ وہ ان کو حقیقی خدا قرار دیں بلکہ جیسے دوسرے خدا اور خدا کے فرزند ہیں ویسے ہی مجازی طور پر وہ بھی خدا اور خدا کے فرزند ہیں نہ کہ حقیقی طور پر۔

(۲) کہا جاتا ہے کہ خدا کو جاننے اور اس کی شناخت کرنے اور اس کے متعلق کامل تشفی حاصل کرنے اور معرفت اور تصور حقیقی اور لقاء وصل ملاپ وگناہوں کے ازالہ اور عبادت کرنے اور نجات کے حصول کے لئے واسطہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ کام بلا واسطہ سرانجام نہیں پا سکتے اور وہ واسطہ خدا کا بیٹا ہی ہو سکتا ہے۔ اور وہ مسیح ہے۔ مگر جاننے کے لئے واسطے کی ضرورت ہر جگہ نہیں ہوتی۔ حضرت مسیح نے فرمایا ہے کہ

"جس طرح باپ مجھے جانتا ہے اور میں باپ کو جانتا ہوں اسی طرح میں اپنی بھیڑوں کو جانتا ہوں اور میری بھیڑیں مجھے جانتی ہیں۔ (یوحنا ۱۰: ۱۴ — ۱۵)

دیکھئے! نہ تو مسیح کو بھیڑوں کے جاننے کے لئے کہیں واسطہ درمیانی وسیلہ کی ضرورت پڑی نہ خدا کو جاننے کے لئے مسیح کو کسی وسیلہ کی حاجت ہوئی پھر حقیقی خدا کو جاننے کے لئے لوگوں کو کس اور خدا کے درمیانی وسیلہ بننے کی کیوں ضرورت پیش آ سکتی ہے نیز اس پر ہماری جرح یہ ہے کہ ایسا انتظام ابتدائے دنیا میں ہونا چاہئے تھا تاکہ ان سے قبل کسی مخلوق کو فائدہ پہنچتا اگر ان کاموں کے لئے خدا کے بیٹے کے واسطہ بننے کی ضرورت تھی۔ تو وہ پہلے کیوں نہ آیا۔ چاہئے تھا کہ خدا کا بیٹا ابتدائے دنیا میں آ کر نجات کا ذریعہ بنتا اور خدا کو دنیا پر ظاہر کرتا وہ اسقدر لیٹ کیوں پہنچا اور اسقدر تاخیر کیوں کی پہلے لوگوں کی نجات کس طرح ہوئی جبکہ ان کے اور خدا کے درمیان اس کا حقیقی بیٹا واسطہ نہ تھا اسپر پادری صاحبان نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ حضرت مسیح کے مجسم ہو کر آنے سے قبل جو بزرگ ہستیاں اور انبیاء ہو گزرے ہیں وہ بھی دراصل مسیح ابن اللہ کے ظہور تھے گویا پادری صاحبان کے نزدیک پہلے بھی حضرت مسیح ابن اللہ ہی مجسم اور مظہر ہو کر آتا رہا۔ سو اس کے متعلق ہمارا اوّل سوال یہ ہے کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے؟ (یہ بھی تو دعویٰ بلا دلیل) ہے کہ اس وقت بھی مسیح ابن اللہ ہی کا ظہور ہوتا رہا ہے کیا ان میں سے کسی نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ آئندہ مجسم ہو کر ظاہر ہونے والے مسیح ابن اللہ کا مظہر ہیں یا کبھی حضرت مسیح نے ایسا فرمایا ہے کہ وہ اپنے موجودہ ظہور سے قبل بھی مجسم ظہور ہو کر فلاں فلاں شخص کے وجود میں ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ اور پھر حضرت مسیح نے اس بات کا ثبوت کیا پیش کیا ہے اور وہ کہاں ہے۔ دوسرا سوال ہمارا اسپر یہ ہے کہ پادری صاحبان کے نزدیک چونکہ مسیح وہی اصل خدا ہے۔ کیونکہ دونوں ایک ہی ہیں تو اس صورت میں مسیح میں وہ کونسی خصوصیت پائی گئی کہ جسکی وجہ سے وہ تو خدا کا حقیقی بیٹا ٹھہر گیا مگر پہلے مظہروں میں سے کوئی بھی حقیقی خدا یا اس کا حقیقی بیٹا نہ کہلا سکے اس صورت میں تو ان میں کوئی فرق نہ رہا اس لئے یا تو ان میں سے کوئی بھی خدا کا بیٹا نہ ہوگا یا سارے کے سارے سابقہ مظاہر بھی مسیح کی طرح حقیقی خدا یا اس کے بیٹے ماننے پڑیں گے کیونکہ بقول پادری صاحبان خدا جس طرح مسیح کے ذریعہ سے ظاہر ہوا اسی طرح وہ ان کے ذریعہ سے بھی ظاہر ہوا پس اس وجہ سے حضرت مسیح اور وہ دیگر سابقہ مظاہر برابر ہو گئے اور حضرت مسیح کو ان پر کوئی برتری و فوقیت نہ رہی اور ان کی قطار میں شمار ہونے کی وجہ سے ان سے مستثنیٰ نہ ٹھہرے اسکے تو یہ معنی ہوتے کہ خدا جس طرح مسیح میں مجسم ہو کر ظاہر ہوا وہ پہلے انبیاء میں بھی مجسم ہو کر ظاہر ہوتا رہا۔۔۔۔ سب برابر ہو گئے پھر یہ کہنا کہ مسیح تو اکلوتا تھا اور سب سے پیارا کیسے درست ہوا اس طرح خدا کے مظاہر دو کے بجائے کثیر نظر آتے بہر حال یہ کہنا کہ پہلے متکلمین ان مذکورہ صفات سے محروم تھے۔ اور وہ خدا نہ تھے نہ اس کے بیٹے وہ کیسے درست ہوا اس سے تو زبور کی تکذیب لازم آتی ہے جو ان سب کو خدا اور اس کے فرزند قرار دیتی ہے اگر وہ ان صفات سے محروم تھے تو وہ خدا یا اس کے فرزند کیونکر قرار دیئے گئے۔ اور ان میں سے بعض کو پلوٹھا کیونکر قرار دیا گیا لیکن اگر ان میں بھی مسیح ہی جلوہ گر ہوتے رہے تھے۔ تو یہ کہنا درست نہ رہا کہ مسیح تو حقیقی بیٹے ہیں۔ اور وہ غیر حقیقی اور لے پالک تھے جبکہ حضرت مسیح نے کہیں بھی ان کو لے پالک اور غیر حقیقی بیٹے قرار نہیں دیا جب وہ بھی مظہر مسیح تھے اور مسیح خدا کا حقیقی بیٹا تھا تو جس قسم کا بیٹا مسیح کو قرار دیا جاتا ہے اسی قسم کا بیٹا وہ بھی تسلیم کئے جائیں گے اور زبور نے ان کو خدا کا بیٹا اور فرزند بلکہ خدا بھی قرار دیا ہے اور حضرت مسیح نے بھی اسکی تصدیق کی ہے اور ... اپنے آپ کو ان کے زمرے میں ... اور ان کی قطار میں شمار کیا ہے ... چنانچہ

اور انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ سابقہ مکلمین نے تو بے پاک یعنی غیر حقیقی خدا تھے اور میں حقیقی خدا یا حقیقی ابن اللہ ہوں اور مجھ میں اور ان میں بڑا فرق ہے اور اگر وہ غیر حقیقی خدا یا اس کے غیر حقیقی فرزند تھے تو پادری صاحبان کا یہ قول کیونکر صحیح ٹھہرا کہ اس وقت بھی ان کے ذریعہ سے مسیح ہی کا ظہور ہوتا رہا ہے اگر خدا کا ظہور مسیح کے ذریعہ سے حقیقی تھا۔ اور وہ واقعی بقول پادری صاحبان مسیح کا ظہور تھے تو وہ بھی حقیقی خدا یا خدا کے حقیقی فرزند ٹھہرے پھر ان کو غیر حقیقی اور بے پاک کیوں قرار دیا جاتا ہے۔ جبکہ نہ خود زبور نے اور نہ حضرت مسیح نے ان کو غیر حقیقی اور بے پاک قرار دیا ہے لیکن اگر بفرض محال مسیح کا ظہور رہ کر غیر حقیقی تھے۔ تو پھر مسیح کیونکر حقیقی بیٹا ہوئے

حضرت مسیح کی خدائی کے ثبوت کے لئے

جب ان سے خدائی کے کاموں کا پادری صاحبان سے مطالبہ کیا جاتا ہے۔ تو ان کی طرف سے یا تو ان کے فرضی اور مزعومہ کام پیش کئے جاتے ہیں جن کا ثبوت ان کے پاس نہیں یا ایسے کام بتائے جاتے ہیں جو بقول بائیبل دوسروں نے بھی کئے ہیں۔ جیسے کہ مردے زندہ کرنا بیماروں کو اچھا کرنا وغیرہ مگر پادری صاحبان اس بات کا کوئی جواب نہیں دیتے کہ جب وہی کام بقول بائیبل دوسروں نے بھی کئے ہیں تو وہ کیوں مسیح کی طرح حقیقی خدا نہیں اور اگر وہ باوجود ان خدائی کاموں کو کر کے دکھانے کے خدا نہیں تو مسیح کو کیوں خدا قرار دیا جائے

(۳) اسی طرح پادری صاحبان کی طرف سے حضرت مسیح کی حقیقی خدائی کے ثبوت میں ان کے بعض اقوال پیش کر دیئے جاتے ہیں جو نرے دعوے ہیں۔ وہ عملی ثبوت نہیں نہ واقعاتی دلیل ہیں۔ مثلاً ان کا یہ قول پیش کیا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ میں نے خدا کو ظاہر کیا ہے اور یہ کہ خدا محبت ہے اور خدا روح ہے اور یہ کہ انسان کا نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک دوسرے کے مانند ہو جانا وغیرہ مگر یہ باتیں از قسم اقوال ہیں نہ کہ از قسم اعمال و افعال و کردار حالانکہ ہمارا مطالبہ ان کے خدائی کے اعمال و واقعات کے بارہ میں ہے مثلاً پادری صاحبان کو چاہیئے کہ وہ یہ دکھائیں کہ حضرت مسیح نے بھی کوئی آسمان و زمین یا ان کا کوئی حصہ پیدا کیا ہے۔ اور پھر اس کا ثبوت دیں۔

اس کے جواب میں یہ کہہ دینا کہ لکھا ہے کہ سب کچھ مسیح کے وسیلہ سے پیدا ہوا ہے یہ بھی خالی دعویٰ ہے جس کے ساتھ کوئی بھی دلیل نہیں ایسا دعویٰ تو ایک پاگل اور جھوٹا اور شریر آدمی بھی کر سکتا ہے۔ یا اسے دوسرے کی طرف منسوب کر سکتا ہے۔ اس لئے دعویٰ کے ساتھ عملی ثبوت بھی ضروری ہے اور ایسا عملی ثبوت پادری صاحبان پیش کرنے سے عاجز و قاصر ہیں اور مباحثہ امرتسر ۱۸۹۳ء سے لے کر آج تک کبھی پیش نہیں کر سکے اس مباحثہ میں کیئے گئے مطالبات جوں کے توں قائم چلے آتے ہیں

(۴) ایک دلیل حضرت مسیح کی حقیقی خدائی کی یہ دی جاتی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ میں خدا باپ میں سے نکلا ہوں

(یوحنا ۱۶ : ۲۸)

اور یہ بات صرف مسیح ہی کو حاصل ہے۔ کسی اور کو حاصل نہیں بائیبل اور قرآن سے یہ نہیں دکھایا جا سکتا کہ یہ بات کسی اور کو حاصل ہو اور اس کے متعلق یہ کہا گیا ہو کہ وہ خدا میں سے نکلا ہے یا یہ کہ وہ اور خدا ایک ہی ہیں یا یہ کہ جس نے اسے دیکھا باپ خدا کو دیکھا یا کہا ہو کہ عمانوایل یعنی خدا ہمارے ساتھ ہے مگر مسیح عمانوایل تھا۔ اسی طرح مسیح نے اپنے آپ کو خدا اور اس کا بیٹا قرار دیا ہے اور اپنی آپ کو اسکی روح بتایا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ میں اور باپ ایک ہی ہیں

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات صرف مسیح ہی کو حاصل نہ تھی بلکہ دوسروں کو بھی حاصل تھی۔ حضرت مسیح کو اس بارہ میں کوئی خصوصیت حاصل نہ تھی۔ پادری صاحبان ان کو حقیقی خدا ثابت کرنے میں اسقدر مگن ہیں کہ ان کو دوسروں کے متعلق کہی باتیں بھول جاتے ہیں یا پھر وہ عمداً اسے پس پشت پھینک دیتے ہیں اور ان کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے اور توجہ دلانے پر بھی ٹس سے مس نہیں ہوتے ہم پادری صاحبان کی اس تعلّی کے جواب میں مندرجہ ذیل حوالے پیش کرتے ہیں

(۱) جتنوں نے اسے قبول کیا اس نے انہیں خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنی انہیں جو اس کے نام پر ایمان لاتے ہیں وہ نہ خون سے اور نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے ارادہ سے بلکہ خدا سے پیدا ہوئے ہیں۔

یوحنا ۱ : ۱۲-۱۳)

اس حوالہ کو پادری عبدالحق صاحب کے سامنے رکھا گیا مگر انہوں نے اس کا کچھ بھی جواب نہ دیا اور وہ دے بھی کیا سکتے تھے۔ جبکہ اس میں صاف لکھا ہے کہ سب مومن خدا سے پیدا ہوئے ہیں۔ خدا سے پیدا ہونے کی وجہ سے ان کو بھی گویا مسیح کی طرح خدا کے بیٹے قرار دیا گیا ہے اگر وہ حقیقی ہے تو وہ بھی حقیقی ہیں اور اگر وہ غیر حقیقی ہے تو وہ بھی غیر حقیقی ہیں۔ کوئی فرق ان میں نہیں بتایا گیا

پادری برکت اللہ صاحب ایم۔اے نے اس حوالہ کو اپنے کتابچہ "ربوبیت خدا اور ابنیت مسیح" کے صفحہ ۵۲ پر نقل کیا ہے۔ مگر ادھورا رہنے دیا ہے۔ اور اگلا فقرہ جو اس کی وضاحت کر رہا ہے کہ جو اسکے نام پر ایمان لاتے ہیں ۔۔۔۔ خدا سے پیدا ہوئے ترک کر دیا ہے ۔۔۔ یہ ہے پادری صاحبان کی دیانت و صداقت پسندی کہ حوالہ آدھا نقل کرتے ہیں اور آدھا پی جاتے ہیں۔ افسوس صد افسوس۔

پس دوسروں کو بے پاک اور غیر حقیقی وغیرہ قرار دینا محض جہالت ہے حضرت مسیح علیہ السلام نے کہیں ایسا نہیں کہا اور نہ سابقہ صحف انبیاء میں کہیں ایسا لکھا ہے اور پادری برکت اللہ صاحب کو اس امر کا اعتراف ہے کہ انجیلی مجموعہ کتب کا کوئی مصنف ایسا نہیں کرتا (ص۵۵) یہ حرکت نازیبا صرف پولوس سے سرزد ہوئی ہے۔ کہ اس نے خلاف منشاء صحف انبیاء اور خلاف منشاء حضرت مسیح اپنے پاس سے یا قبول کو غیر حقیقی اور بے پاک قرار دے کر ان کی صریح خلاف ورزی کا مرتکب ہوا ہے پس ایسے متمرد انسان کی بات کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔

(ب) پھر لکھا ہے کہ محبت کرنے والا خدا سے پیدا ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو

"اے عزیزو! آؤ ہم ایکدوسرے سے محبت رکھیں۔ کیونکہ محبت خدا کی طرف سے ہے اور جو کوئی محبت رکھتا ہے وہ خدا سے پیدا ہوا ہے اور خدا کو جانتا ہے"

(۱۔یوحنا ۴ : ۷)

پس یہ کہنا کہ صرف مسیح ہی خدا سے پیدا ہوا ہے۔ سراسر باطل اور عہد جدید کی منشاء کے بالکل خلاف ہے ہر محبت کرنے والا خدا سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اس میں سے نکلتا ہے پس اگر مسیح خدا میں سے نکلے اور پیدا ہونے کی وجہ سے حقیقی ہیں سے حقیقی ہے۔ تو دوسرے کیوں حقیقی ہیں سے حقیقی نہیں کہلا سکتے اور اگر وہ باوجود اس قسم کی پیدائش کے بعد بھی غیر حقیقی ہیں تو مسیح کیسے حقیقی ہو سکتا ہے وہ بھی غیر حقیقی ہی ہے۔ بہرحال یہ عیسائی پادریوں کی زبردستی ہے یؤمنون ببعض الکتاب ویکفرون ببعض کے مصداق ہیں

(ج) ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو حضرت داؤد کے متعلق آیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے۔

"خداوند نے مجھے کہا کہ تو میرا بیٹا ہے آج تو مجھ سے پیدا ہوا"

(زبور ۲ : ۷)

پس بقول پادری صاحبان حضرت داؤد بھی خدا کا حقیقی بیٹا ہونا چاہیئے اگر وہ حقیقی بیٹا نہیں تو مسیح بھی حقیقی بیٹا نہیں۔

(د) اسی طرح یہ حوالہ بھی قابل غور ہے کہ۔

"وہ جو خدا سے ہوتا ہے خدا کی باتیں سنتا ہے۔

(یوحنا ۸ : ۴۷)

پس بقول "انجیل جلیل" جو خدا کی باتیں سنتا ہے۔ وہ بھی خدا سے ہے اور حقیقی ہی سے حقیقی ہے۔ اور نور میں سے نور ہے۔ پھر وہ کیونکر غیر حقیقی ہے اور مسیح حقیقی قرار دیا جا سکتا ہے۔ مسیح اور یہ سبھی ایک ہی قسم اور ایک ہی جنس اور ایک ہی جوہر سے ہیں اگر وہ پھر بھی غیر حقیقی ہیں تو مسیح بھی ان میں سے ہونے کی وجہ سے غیر حقیقی ہی ٹھہرتا ہے نہ کہ حقیقی پادری صاحبان ہمارے ان دلائل کا جواب نہیں دیا کرتے اور ٹال جایا کرتے ہیں کیونکہ ان حوالجات میں ان کے خیال کا صریح ابطال موجود ہے خدا تعالیٰ کے مسیح کے ساتھ معیت کے جواب میں پہلے کسی قسط میں دے چکا ہوں بائیبل سے ثابت کر چکا ہوں کہ خدا حضرت مسیح سے قبل اوروں کے ساتھ بھی تھا ہاجرہ کے ساتھ ابراہیم کے ساتھ اسمٰعیل کے ساتھ یعقوب کے ساتھ غرض کل نبیوں کے ساتھ تھا بلکہ غیر نبیوں کے ساتھ بھی تھا حوالجات میں وہاں نقل کر چکا ہوں

(۵) خدا تعالیٰ اور روح القدس کی خدائی کے ساتھ حضرت مسیح کی خدائی کی ایک دلیل پادری صاحبان یہ دیا کرتے ہیں کہ بائیبل میں خدا کی کثرت کا ذکر الوہیم جمع کے صیغہ میں آیا ہے اور یہ صیغہ خدا تعالیٰ کی عظمت کے اظہار کے لئے نہیں بلکہ کثرت کے لئے ہے۔ اس پر ہمارا جواب یہ ہے کہ ایک طرف تو آپ یہ کہتے جاتے ہیں کہ خدا ایک ہی ہے اور پھر ساتھ ہی اسکی کثرت عددی کا بھی اعلان کرتے جاتے ہیں نیز یہ کثرت تو تین ہی میں محدود نہیں (زبور: ۶-۷) کے حوالہ سے میں بتا چکا ہوں کہ بائیبل میں جس رنگ میں اس کثرت کا ذکر آیا ہے وہ مسیحی مبلغوں کی ردوکد میں کپکپی پیدا کر دیتا ہے۔

علاوہ ازیں اس کی وضاحت خود حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف سے اسی زبور مذکورہ کے حوالہ سے جو دی گئی ہے وہ بھی پادری صاحبان کے مدعا کے خلاف ہے اس میں حضرت مسیح علیہ السلام نے خود اعتراف فرمایا ہے کہ خدا بہت ہیں سارے مکلمین کو بائیبل نے خدا تسلیم کیا ہے اور یہ خود مسیح بھی ان میں سے ایک ہیں۔ ان میں کوئی امتیاز نہیں جیسے وہ خدا ویسے یہ خدا ہیں۔

ایسا ہی اس امر کو بائیبل کے ایک مقام نے بھی حل کر دیا ہوا ہے کہ خداوند کی تجلیاں و مظاہر مسیح کے علاوہ بھی ہیں چنانچہ فرمایا۔

"خداوند سینا سے آیا شعیر سے
ان پر طلوع ہوا اور فاران ہی

سے ان پر جلوہ گر ہوا اس کے
ہاتھ میں آتشیں شریعت تھی۔
(استثناء ۳۳ : ۲)

موسیٰ کے اس کشف میں بتایا گیا ہے کہ خداتعالیٰ کی تین تجلیاں تین جگہوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ پہلی خداوندی تجلی موسیٰ کے ذریعہ سے طور سینا پہاڑ پر ظاہر ہوئی۔ دوسری تجلی مسیح کے ذریعہ سے شعیر پہاڑ پر ہوگی۔ اور تیسری تجلی فاران کے پہاڑ پر آنے والے قدوس کے ذریعہ سے ظاہر ہوگی پس اگر الوہیم کا لفظ خداتعالیٰ کی عظمت کے اظہار کے لئے نہیں مانتے تو اس میں بھی مسیح کے علاوہ ان سے قبل خدائی تجلی کا ذکر موجود ہے اور دوسری تجلی کا ذکر ان سے بعد آنے والے قدوس کے وجود سے ظاہر ہونے کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ خدائی کے یہ مظہر ہیں جن کا ذکر (زبور ۸۲ : ۶-۷) میں آیا ہے کہ تم سب الٰہ اور خداتعالیٰ کے فرزند ہو خداکے یہ سارے مظہر و مظاہر مسیح سے قبل مانے گئے ہیں اور موسیٰ کی استثناء والی پیشگوئی میں آئندہ ظاہر ہونے والے مظہر کی پیشگوئی ہے پس یہ مظاہر صرف ایک دو نہیں بلکہ ان کی کثرت تسلیم کی گئی ہے۔ ان کثیر خداؤں و فرزندوں و مظاہر میں سے ایک حضرت مسیح بھی ہیں جن کو ان کے مقابلہ میں کوئی برتری حاصل نہیں اور نہ کسی برتری کا حضرت مسیح نے خود اعلان فرمایا ہے۔ بلکہ انہوں نے اپنے آپ کو ان کی جماعت میں شامل بتاکر اصل بات واضح کر دی ہے۔ یہ کہنا کہ وہاں خدا معنی دیوتا ہے۔ اور مسیح کے لئے یہی حقیقی خدا ہے۔ بلا دلیل ہے۔

(۶) ایک دلیل حضرت مسیح کی خدائی کی یہ دی جاتی ہے کہ سابقہ پیشگوئیوں میں یہ کہا گیا تھا کہ ایک بیٹا یعنی خداوند قادر سلامتی کا شاہزادہ وغیرہ آئے گا
(یسعیاہ ۶-۲۰ : ۷)

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح نے یوحنا والے اپنے جواب میں یہ بتا دیا ہے کہ وہ دیگر مسلمہ خداؤں میں سے ایک ہیں۔ اگر مسیح کو پادری صاحبان قادر خدا قرار دیتے ہیں تو ان کو ماننا پڑتا ہے کہ اس کی جماعت کے دیگر خدا بھی قادر ہیں دوسرے میں کہتا ہوں کہ سابقہ پیشگوئیوں میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ خدا کا حقیقی اکلوتا بیٹا مجسم ہوکر آئے گا تیسرے یہ امر بھی دیکھنے کے لائق ہے کہ ایسی پیشگوئیوں کو حضرت مسیح نے اپنے اوپر چسپاں نہیں کیا نہ اپنے آپ کو ان کا مصداق قرار دیا ہے۔ یہ دکھایا جائے کہ حضرت مسیح نے کہیں یہ فرمایا ہو کہ یسعیاہ والی مذکورہ پیشگوئی کا میں مصداق ہوں اور وہ میرے ذریعہ سے پوری ہوگئی ہے میں مجسم خدائے قادر اور سلامتی کا شاہزادہ ہوکر آگیا ہوں پھر یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا ہے کہ وہ دشمنوں کے ہاتھوں سلامت رہے۔ تھے وہ تو بقول پادری صاحبان صلیب پر لٹکائے گئے۔ اور یہ کہ ان کا مرکز دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ نہ رہا تھا۔ اور نہ یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے قدرت کا کوئی کام کرکے دکھلایا ہے۔ جو اوروں سے نہ ہو سکا ہو۔ پس نہ تو وہ قدرت کا کوئی غیر معمولی کام کرکے دکھلا سکے نہ خود دشمنوں کے ہاتھوں محفوظ رہے۔ نہ ان کا مرکز ان سے بچ سکا نہ ان کی تعلیم ہی محفوظ رہی بلکہ اس کے ماننے والوں میں کئی دوسرے داخل ہو گئے پھر وہ قادر اور سلامتی کے شہزادہ کس طرح ٹھہرائے جاتے ہیں۔

(۷) ایک دلیل مسیح کی خدائی کے ثبوت میں یہ دی جاتی ہے کہ علت محدثہ کے بغیر عالم کو پیدا کرنا خداوند تعالیٰ کے لئے غیر ممکن ہے اس لئے اس عالم کو پیدا کرنے کے لئے مسیح کے واسطہ کی ضرورت پڑی مگر ثبوت کوئی بھی نہیں دیا جاتا۔

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ خلق کرنے کے لئے خداتعالیٰ کسی ایسے واسطے کا محتاج نہیں جو بیٹا ہو وہ تو اپنے ارادہ اور قول سے پیدا کر لیتا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ

آسمان خدا کے کلام سے اور اس کا
سارا لشکر اس کے منہ کے دم سے
بنا۔
(زبور ۳۳ : ۶)

پھر لکھا ہے کہ:۔

ہمارے نزدیک تو ایک خدا ہے یعنی
باپ جس کی طرف سے سب چیزیں
ہیں
(۱۔ کرنتھیوں ۸ : ۶)

پھر یہ کہنا کہ مسیح کے وسیلہ سے سب چیزیں موجود ہوئیں کس قدر خلاف واقعہ اور بے ثبوت و مردود ہے۔

پھر لکھا ہے کہ:۔

میں خداوند سب کا خالق ہوں میں
ہی اکیلا آسمان کو تاننے اور
زمین کو بچھانے والا ہوں کون میرا
شریک ہے
(یسعیاہ ۴۴ : ۲۴)

یہ بات قابل غور ہے کہ اگر خداتعالیٰ کو خلق کرنے کے لئے کسی واسطہ کی ضرورت ہے تو مسیح جو خدا تھا اور ہمیشہ سے خدا کے ساتھ تھا یا دوسرے لفظوں میں خدا اور وہ ایک ہی وجود تھا تو واسطہ بننے کے کیا معنی؟ اور پھر وہ مخلوق کی علت بلا کسی واسطہ کے کیسے بن گئے اگر درمیانی کی بھی ضرورت ہے۔ تو وہاں درمیانی کون بنا۔

(۸) ایک دلیل ان کی خدائی کی یہ دی جاتی ہے کہ حضرت مسیح نے فرمایا ہے کہ جہاں دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہوں۔ وہاں میں ان کے بیچ میں ہوں۔ اور یہ کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔ اوّل تو یہ خالی دعوٰی ہے جو بلا ثبوت ہے۔ اب دو یا تین عیسائی اکٹھے کھڑے ہوکر مسیح کی موجودگی کا ثبوت دے کر دکھائیں ہاتھ کنگن کو آرسی کیا (۲) اگر مسیح ان کے ساتھ ہیں تو ان سے دعا کرکے نشانات حاصل کرکے اپنے مذہب کی روحانیت کا ثبوت دیں۔

(۹) ایک دلیل ان کی خدائی کو ثابت کرنے کے لئے یہ بھی دی جاتی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ:۔

جس نے مجھے دیکھا اس نے
باپ کو دیکھا اور میں باپ میں
ہوں اور باپ مجھ میں ہے۔
(یوحنا ۱۴ : ۹-۱۰)

پادری صاحبان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان معنوں کے لحاظ سے تو ساری دنیا خدا میں ہے اور خدا دنیا میں ہے۔

لکھا ہے کہ:۔

سب کا خدا اور باپ ایک ہی ہے
جو سب کے اوپر اور سب کے درمیان
اور سب کے اندر ہے۔
(افسیوں ۴ : ۶)

اور خاص معنی کے لحاظ سے جس سے کہ اس کا قرب مراد ہے۔ تو حواری بھی خدا میں تھے۔ اور خدا حواریوں میں تھا اس کتاب میں حضرت مسیح ہی کا قول حواریوں کے متعلق ہے۔

(۱) اسی طرح لکھا ہے۔

جس طرح اے باپ تو مجھ میں ہے
اور میں تجھ میں ہوں وہ بھی ہم میں
ہوں ۔۔۔۔۔ تاکہ وہ ایک ہوں
جیسے ہم ایک ہیں میں ان میں اور تو
مجھ میں تاکہ وہ کامل ہو کر ایک ہو جائیں
(یوحنا ۱۷ : ۲۱ تا ۲۳)

(۲) دنیا مجھے پھر نہ دیکھے گی مگر تم
مجھے دیکھتے رہو گے۔ چونکہ میں جیتا
ہوں تم بھی جیتے رہو گے اس روز
تم جانو گے کہ میں اپنے باپ میں ہوں
اور تم مجھ میں اور میں تم میں۔
(یوحنا ۱۴ : ۱۹)

پس بقول انجیل یوحنا حضرت مسیح خداوند تعالیٰ سے مسیح میں تھا اور مسیح حواریوں میں اور حواری مسیح میں لہذا سبھی ایک دوسرے میں شامل ہو گئے۔ اور بقول پادری صاحبان وہ سب بھی خدا ہوئے کیونکہ کیونکہ جو بھی خدائی سے محروم نہ رہا۔ پھر صرف مسیح کی خدائی اور تثلیث پر زور دینا کیا معنی رکھتا ہے۔ ساری جماعت کے سب افراد خدا ٹھہرے کوئی بھی ان میں سے غیر خدا نہ رہا۔

پس پادری صاحبان کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ صرف مسیح کی خدائی پر زور دیتے ہیں۔ اور حواریوں کی خدائی ترک کر دیتے ہیں۔ ان کو تو چاہیئے کہ وہ سبھی خدائی کا ڈھنڈورا پیٹیں۔ اور بت پرستی کو [illegible] نہ دیں۔

(۱۰) پادری صاحبان کی طرف سے ایک دلیل [illegible] کی حقیقی خدائی کی یہ دی جاتی ہے۔ کہ وہ ازلی ابدی ہے۔ اور اس کے متعلق آیا ہے کہ وہ الفا اور اومیگا ہے جس سے پادری صاحبان اوّل اور آخر مراد لیا کرتے ہیں۔ [illegible] اوّل آخر سے مراد ان کے مفسرّ دن [illegible] اور ہی [illegible] لیکن اگر ہم پادری صاحبان والے مراد لے لیں تو ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ [illegible] قسم کے الفاظ ملک صدق [illegible] ایسے آئے ہیں ملاحظہ :

یہ بے باپ بے ماں بے نسب نامہ ہے اسکی عمر کا نہ شروع نہ زندگی کا آخر بلکہ خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھہرا۔
(عبرانیوں ۷ : ۳)

مدیر صاحب [illegible] کہ ملک صدق و سالم مسیح [illegible] ہے گویا ملک صدق و سالم سے مراد مسیح ہے مگر نہ تو ان کی انجیل نے فرمایا ہے نہ مسیح نے خود کہیں ایسا دعوٰی کیا ہے پس ان صاحب کا ایسا لکھنا بلا دلیل ہے

اب کیا فرماتے ہیں پادری صاحبان کہ ملک صدق و سالم ازلی صفات میں حضرت مسیح کے برابر [illegible] گئے ہیں۔ اور انہیں کوئی [illegible] نہیں [illegible] گیا۔ تو کیا وہ بھی حقیقی خدا [illegible] اصطلاحی [illegible] اگر نہیں تو [illegible] باوجود ان ازلی [illegible] میں [illegible] مشابہ ہونے [illegible] خدا نہیں [illegible] میں ایک [illegible] تو اسکی [illegible] کی کیا [illegible] ہیں۔ اور اگر [illegible] کے باوجود وہ خدا نہیں تو [illegible] قرار دیا جاتا ہے۔

(۱۱) جس میں خدائی روح ہو وہ خدا ہوتا ہے بقول پادری صاحبان حضرت مسیح میں خدا کا روح تھا اور وہ خدا تھے ایک تو ان سے فرمایا ہے کہ

تم جسمانی نہیں بلکہ روحانی
ہو بشرطیکہ خدا کا روح تم میں بسا

ہوئے۔

(رومیوں ۸ : ۱۴)

گویا وہ بھی خدا بن سکتے ہیں۔ پھر وہ نرے سے پاک کس طرح ہوئے وہ بھی حقیقی بیٹے ٹھہرے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"کیا تم نہیں جانتے کہ تم خدا کا مقدس ہو اور خدا کا روح تم میں بسا ہوا ہے۔"

(۱۔ کرنتھیوں باب ۳ : ۱۶)

جس میں خدائی روح ہو وہ تو حقیقی ہونا چاہیئے۔ نہ کہ پالکا اور غیر حقیقی پس حواری کے مخاطب لوگ بھی حقیقی خدا ٹھہرے۔ اگر خدا کی روح انہیں ہوتے ہوئے بھی وہ لے پالک یعنی غیر حقیقی بیٹے تھے تو مسیح کس طرح حقیقی بیٹا بن گیا۔

پھر حواری کہتا ہے کہ

"میں سمجھتا ہوں کہ خدا کا روح مجھ میں بھی ہے"

(۱۔ کرنتھیوں ۷ : ۴۰)

پھر جس میں خود خدا کا اپنا روح بھی گیا ہو وہ کیوں حقیقی خدا نہیں اور صرف لے پالک اور غیر حقیقی بیٹا ہے۔ اسی طرح لکھا ہے کہ:۔

"یسعیاہ پر بھی خدا کا روح ہے"

(لوقا ۴ : ۱۸)

پھر جو آدمی خدا کی صورت پر پیدا ہوئے ہیں

(یعقوب ۳ : ۹)

اور جنہیں خدا کا روح بھی ہے وہ کیوں حقیقی خدا نہیں آدم کو خدا نے اپنی صورت پر پیدا کیا۔ وہ بھی حقیقی خدا ہونا چاہیئے۔ وہ کیوں خدائی سے نیچے رہے کیا خدا نے اپنا صورت پیدا کو پیدا کر کے خود اپنی روح ان میں نہ پھونکی تھی۔ جبکہ عہد نامہ جدید میں آدم کو خدا کا بیٹا قرار دیا گیا ہے۔

پادری صاحبان ہمیشہ اپنی ہی ہانکتے چلے جاتے ہیں۔ اور ہمارے مذکورہ دلائل کا کبھی جواب دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے اور اگر کبھی توجہ کرتے ہیں تو اصل بات کو نظر انداز کر کے ادھر ادھر چل دیتے ہیں اور وہ بات تشنۂ جواب ہی رہ جاتی ہے۔

ہم نے ان باتوں کو دہرایا ہے۔ پادری صاحبان اگر ان کا کچھ بھی جواب نہیں دے سکتے تو خدا کا خوف کر کے اس مردود عقیدہ سے دست بردار ہو کر سیدھی طرح سے خداوند تعالےٰ کی حقیقی توحید کو اختیار کریں ... ان کے جواباتِ ... میں ان کے ... ہی ... ہمیشہ ... انداز ... اور ... اور انجیلوں کے سوا ان کے پاس ... نہیں۔ غیر ... اور گواہ ... ناقابل ... جواب ... کسی کی ... نہیں ہو سکتی ...

اگر حضرت مسیح کی خدائی خداوند تعالےٰ کے برابر ہے۔ اور وہ حقیقی خدا ... اس کے بیٹے ہیں۔ یا خدا اور روح القدس اور حضرت مسیح ایک ہی وجود کے تین نام ہیں تو حضرت مسیح علیہ السلام نے یہ کیوں فرمایا ہے کہ۔

"باپ مجھ سے بڑا ہے"

(یوحنا ۱۴ : ۲۸)

حالانکہ فرماتے کہ میں خدا کا حقیقی اکلوتا بیٹا ہوں۔ جو مجسم ہو کر آیا ہوں اور خداوند تعالےٰ کے برابر ہوں یا یہ کہ خداوند تعالےٰ روح القدس اور میں تینوں اپنی اپنی ذات کامل حقیقی خدا ہیں۔ یا یہ کہ خدا ایک ہی ہے ان کے نام تین ہیں خدا۔ روح القدس اور مسیح مگر اناجیل کو بغور دیکھنے سے یہ کہیں نظر نہیں آتا صرف پادری صاحبان کے من گھڑت ڈھکو سلے ہیں جو وہ بلا دلیل چلا رہے ہیں۔ مگر اب یہ ڈھکوسلے زیادہ دیر تک نہیں چل سکتے وقت آ گیا ہے کہ اب یہ ڈھکوسلے دنیا سے رخصت ہو کر خدا تعالےٰ کی حقیقی و کامل توحید دنیا میں قائم ہو اور اپنے جلوے دکھائے۔ع

کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

بات یہ ہے کہ پادری صاحبان کو خود بھی اس بارہ میں قطعی یقین نہیں۔

کوئی تو تین خدا قرار دے کر پھر ایک قرار دیتا ہے۔ اور کوئی اس کے برخلاف صرف ایک خدا قرار دے کر نام تین بتاتا ہے۔ کوئی مسیح کو مخلوق سمجھتا ہے جیسا کہ "تلبیس المناظرین" پادری عبدالحق صاحب میں وہ لکھتے ہیں کہ مسیح مخلوق ہیں مگر پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے ان کو غلطی پر قرار دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ مسیح مخلوق نہیں بلکہ مولود تھا۔ اور کوئی حقیقی بیٹا قرار دیتا ہے۔ اور مریم ان کی والدہ کو خدا کی بیوی سمجھتا ہے۔ اور کوئی اس عقیدہ کو کفر قرار دیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ وہ اس قسم کا حقیقی بیٹا نہ تھے جیسے زید بکر کا ہوتا ہے۔ بلکہ وہ اس قسم کا حقیقی بیٹا تھے جیسے سورج کی کرن سورج کا حصہ ہے یا نہر چشمہ سے نکلتی ہے گویا وہ اسے خدا کا ایک جزو قرار دے کر ناقص خدا تسلیم کر لیتا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ اگرچہ وہ اس لحاظ سے حقیقی ہے مگر برابری بھی ہے وہ خدا کے نطفہ سے نہیں ہے غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں ہیں نت نئے دن ان خیالات میں رد و بدل ہوتا رہتا ہے۔ اور تجدید نظر کے ذریعہ سے بہتر سے بہتر بدلے جاتے ہیں۔ اور کسی ایک بات پر ان لوگوں کو قرار نہیں۔ جس مذہب کی یہ حالت ہو وہ انسان کے لئے تسلی اور اطمینان کا باعث کیسے ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان خیالات

کے نتیجہ میں مغربی ممالک میں عام ... دہریت کا ظہور روز بروز بڑھ رہا ہے۔

گذشتہ مضمون میں ہم نے توحید کے بارے میں پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے کے ایک حوالہ کی طرف اشارہ کیا تھا۔ (قدیان) نہ دے سکا تھا جس پر مدیر بہا سخت خفا ہو رہے تھے۔ اب ان کا کتابچہ مل گیا ہے چونکہ اسلامی توحید کامل اور فطرتی چیز ہے اور تثلیث غیر فطرتی چیز ہے اس لئے پادری اسے غیر معقول سمجھ کر اسلامی توحید کی طرف آ رہے ہیں۔ مگر ساتھ کچھ چیں بجبیں بھی ہوتے ہیں اور اخفاء حق سے بھی کام لیتے ہیں یہی حال پادری برکت اللہ صاحب کا بھی ہے۔ پادری موصوف لکھتے ہیں۔

"قرآن کی طرح انجیل بھی کہتی ہے کہ اللہ ایک ہے جو واجب الوجود ہے نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ خود جنا گیا ہے اسکے جوڑ کا کوئی نہیں"

(سورۃ اخلاص اور مسیح کی شان
از روئے انجیل و قرآن صفحہ ۳)

دیکھا آپ حضرات نے پادری صاحب کی چالاکی کہ وہ بیان تو یہ کر رہے تھے کہ انجیل میں بھی ہے کہ خدا ایک ہے۔ اور دوسرا کوئی خدا نہیں نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔ اور نہ اس کا کوئی بیٹا ہے اور وہ بے مثل ہے مگر پادری صاحب نے حوالہ انجیل سے نہیں دیا اور نہ وہ ایسا حوالہ دے سکتے تھے اور نہ وہ اب دے سکتے ہیں اور اس تعلیم کو انجیل کی طرف منسوب کرنا جھوٹ ہے بیشک

انجیل نے توحید کی تعلیم دی ہے۔ مگر سورۃ اخلاص والی کامل اور منفی و مثبت دلائل ساتھ مدلل توحید پیش نہیں کرتی چہ جائیکہ وہ سورت اخلاص والی کامل توحید کی تعلیم دیتی۔

(۲) پادری صاحب نے یہ ہوشیاری کی ہے کہ جو عبارت اوپر نقل کی ہے اس کے نیچے سورۃ اخلاص کا حوالہ دے دیا ہے حالانکہ ان کو حوالہ انجیل کا دینا چاہیئے تھا۔

(۳) پادری صاحب نے سورۃ اخلاص میں سے اَللّٰہُ الصَّمَدُ والے فقرہ کا ترجمہ نہیں دیا اور اسے چھوڑ گئے ہیں کیونکہ وہ ان کی مدعا کے جڑ کو کاٹتا ہے۔ کہ خدا کسی کا محتاج نہیں وہ اپنی ذات میں غنی ہے اس سے مسیح کی خدائی باطل ہوتی ہے کیونکہ مسیح محتاج تھا دوسروں کا اور طفیلی تھا اپنی ذات میں غنی نہ تھا۔ وہ خداوند کا بھی محتاج تھا بے بس تھا کمزور تھا۔ لاچار تھا۔ اس نے صلیب پر چیخ چیخ کر اس نے دعا کی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا تو مجھے صلیب کی لعنتی موت سے بچا کر میری صدق ظاہر کر پادری صاحب نے "اَللّٰہُ الصَّمَدُ" والے فقرہ کا ترجمہ ترک کر کے اخفاء حق سے کام لیا ہے جو سخت قابل افسوس امر ہے۔ قرآن کریم نے اوّل توحید کا دعویٰ کیا پھر مثبت و منفی دلائل سے اسے مدلل کیا جس کی نظیر پادری صاحبان انجیل سے دکھانے سے عاجز و قاصر ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل میں

ہفتہ وصولی بقایا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا ایک خطبہ جمعہ بدر کے اسی شمارہ میں شائع ہو رہا ہے جس میں حضور انور نے وصولی بقایا کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اس غرض کے لئے ماہ فروری ۷۲ء کا مہینہ

"ہفتہ وصولی بقایا منایا جائے"

وہ تمام جماعتیں جن میں بقایا دار موجود ہیں۔ ان سب کا فرض ہے کہ وہ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں پورے اہتمام کے ساتھ یہ ہفتہ منانے کا انتظام کریں۔ مقامی سیکرٹریان مال کے پاس بقایا داروں کی فہرست موجود ہے۔ جو ان سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ یا انفرادی کھاتا کے بقایا کی فہرستیں حاصل کی جا سکتی ہیں۔

ایسی جماعتیں جو اپنا بقایا سو فیصد وصول کر کے مرکز میں ارسال کریں گی ان کے نام بغرض دعا سیدنا حضرت انور ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

بدر کی اعانت اور خریداری ہر مخلص احمدی کا جماعتی فرض ہے

امریکہ کا چوبیسواں (۲۴) سالانہ جلسہ

بقیہ صفحہ اوّل سے

کی استطاعت عطا فرمائے۔

اس کے بعد رشید احمد صاحب امریکن نے سیرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض پہلو بیان کر کے احباب کے ایمان کو تازہ کیا۔ پھر مکرم منیر احمد صاحب امیر سینٹ لوئس نے "مسیح ہندوستان میں" کے موضوع پر تقریر کی۔ پھر مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر نے "اسلام موجودہ زمانہ میں" کے موضوع پر عمدگی سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ اسلام ہی موجودہ زمانہ کے مسائل حل کر سکتا ہے اور اس وقت کی مشکلات کا مداوا ہے۔ اس کے بعد مکرم ملک عبدالمنان صاحب نے "دعاؤں کی قبولیت کے گر" پر تقریر فرمائی اور بالآخر مشنری انچارج مکرم چوہدری عبدالرحمٰن خان صاحب نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے پر روشنی ڈالی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال کر واضح فرمایا کہ آپ تمام زمانوں اور تمام اقوام کے لئے رحمت بن کر مبعوث ہوئے۔

اس کے بعد نماز اور کھانے کے لئے ۱/۲ ۲ بجے سے تین بجے تک وقفہ ہوا۔

اس جلسہ کی ایک خاص خوبی یہ تھی کہ بڑے پیمانہ پر اہالیانِ شہر واشنگٹن تک پیغام پہنچانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ چنانچہ تین بجے تک کا وقت تقسیم لٹریچر کے لئے مخصوص کیا گیا۔ احباب کے مختلف گروپ بنائے گئے اور ہر گروپ، اپنے اپنے امیر کے ماتحت اپنے اپنے علاقہ میں کار میں جا کر اشتہار تقسیم کرتا رہا۔ بفضلہ تعالیٰ اس تین گھنٹے کے عرصہ کے دوران تقریباً ۴۰ ہزار اشتہارات تقسیم کئے گئے۔ اور اس طرح اسلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام لوگوں تک پہنچایا گیا جس کا نتیجہ بہت اچھا رہا۔ بعد میں ٹیلیفون پر بھی خط و کتابت کے ذریعہ مزید دلچسپی کا اظہار کیا گیا۔

اسی دوران ۳ بجے سے ۷ بجے شام تک لجنہ اماء اللہ کی ممبرات نے اپنا اجلاس منعقد کیا جس میں گزشتہ سال کی کارروائی پیش کی گئی اور آئندہ سال کا پروگرام بنایا گیا۔ مغرب اور عشاء کی نمازوں کے بعد خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کے ممبران نے الگ الگ اپنی میٹنگز منعقد کیں اور نئے سال کے پروگرام طے کئے۔

۵ ستمبر بروز اتوار بھی صبح احباب نماز تہجد کے لئے اٹھے اور پھر نماز فجر ادا کی اور پھر ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر دس بجے اجلاس میں شمولیت کے لئے تشریف لائے۔ اس اجلاس کی کارروائی زیر صدارت مکرم ڈاکٹر برکات احمد صاحب منعقد ہوئی جس کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم مبارک احمد صاحب جمیل نے کی اور پھر ایک نظم پڑھی گئی۔ اس کے بعد مکرم محمد صادق صاحب امیر نیویارک نے "زندہ خدا کے زندہ نشانات" کے موضوع پر تقریر فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی ہستی پر دلائل پیش فرمائے اس کے بعد خاکسار نے "اللہ تعالیٰ کے قول اور فعل" کے موضوع پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے قول پر عمل کر کے مسلمانوں نے کس طرح سائنس کے علوم میں از منہ ماضیہ میں ترقی کی اور کس طرح فی زمانہ مغربی اقوام کی سائنس کی تحقیقات اللہ تعالیٰ کے قول و فعل کی تصدیق کر رہی ہیں اور دراصل قرآن مجید کی پیشگوئیوں کے مطابق ان کا ظہور ہو رہا ہے۔ اور اس کے خلاف ہرگز نہیں ہیں۔ یہ سائنسی ترقیات اسلام کی صداقت کا زبردست ثبوت ہیں۔

اس کے بعد مکرم عبدالرحیم صاحب نفر آف ڈیٹن نے "پیغام امن" کے موضوع پر تقریر کی اور واضح کیا کہ اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد مکرم شکر الٰہی حسین صاحب مبلغ شکاگو سرکل نے "لعنت اور صلیب" کے موضوع پر روشنی ڈالی اور وضاحت سے ثابت کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس طرح شاندار طور پر کسر صلیب کا کارنامہ سرانجام دیا۔ اس کے بعد صدر صاحب جلسہ نے اپنے صدارتی ریمارکس دیئے۔ اور مشنری انچارج مکرم چوہدری عبدالرحمٰن خان صاحب نے اختصار کے ساتھ گزشتہ سال کی مالی اور تبلیغی مساعی کا تذکرہ کیا اور احباب کو مزید قربانیوں کے لئے تیار رہنے کی ترغیب دی۔ اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ امسال جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کو خصوصاً اور باقی احباب کو عموماً ہر قسم کی برکات سے نوازے اور ان کے ذریعہ سے مزید اشاعت اسلام کے سامان پیدا فرمائے۔

اس کے بعد جلسہ کے اختتام کا اعلان کیا گیا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے جب کہ اہالیانِ امریکہ اسلام کے نور سے منور ہونے کے لئے فوج در فوج اس میں شامل ہوں۔

دورہ مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز

جماعت ہائے احمدیہ کشمیر

جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز بطور انسپکٹر وقف جدید انشاء اللہ مورخہ ۲۱ ر نبوت ۱۳۵۰ ہش مطابق ۲۱ ر نومبر ۱۹۷۱ء سے مندرجہ ذیل جماعتوں کا دورہ کر رہے ہیں۔ جملہ عہدیداران اور احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مولوی صاحب موصوف کے دورہ کو کامیاب بنائیں اور ان سے کما حقہ تعاون کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

سری نگر۔ شورت۔ کنی پورہ۔ یاڑی پورہ۔ چک ایمرچھ۔ آسنور۔ کوریل
رشی نگر۔ ماندوجن۔ شوپیاں۔ مانلو۔ باری پاری گام۔ اسلام آباد۔
پھوہڑ۔ سندبراری۔ اندورہ۔ اوڑہ گام۔ ترکہ پورہ۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

وصیت

ذیل وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت ۱۵۷۸۱۔ منکہ قمر الدین ولد محمد عمر صاحب، قوم راجپوت پیشہ زمینداری۔ عمر ۴۴ سال بیعت سنہ ۱۹۴۶ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور۔ صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۷/۵۔ ۵۔ ۶۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت جائداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ میں اس وقت صدر انجمن احمدیہ کی کارکنیت میں ہوں۔ اور مجھے اس وقت ۔/۶۰ روپے تنخواہ مل رہی ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں اور تنخواہ میں اضافہ کی اطلاع وقتاً فوقتاً دیتا رہوں گا۔ اگر میری کوئی جائداد پیدا ہوئی تو اس کی بھی اطلاع دوں گا۔ اور وفات کے بعد اگر کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور صدر انجمن احمدیہ کو ورثاء جائداد سے ۱/۱۰ حصہ ادا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے۔

العبد، قمر الدین ولد محمد عمر درویش قادیان ۱۷/۵۔ ۵۔ ۶۰ گواہ شد، محمد احمد ولد چوہدری نور احمد خان صاحب مرحوم وصیت نمبر ۳۲۰۴ گواہ شد فتح محمد محرر دفتر بہشتی مقبرہ قادیان موصی نمبر ۱۰۰۲۹ ۱۷/۵۔ ۵۔ ۶۰

درخواست ہائے دعا

☆ — خاکسار کے بڑے بھائی مرحوم کی بیٹی مومنہ بیگم سری نگر ہسپتال میں داخل ہے۔ تمام بزرگان سے ان کی کامل شفایابی نیز اپنے والدین کی مشکلات کی دوری کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: محمد ایوب ساجد متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

☆ — خاکسار اکثر علیل رہا کرتا ہے خاکسار کی اہلیہ بھی عموماً علیل رہا کرتی ہیں۔ ان دنوں بعض وجوہات کی بناء پر پریشان بھی ہوں اپنی اور اپنی اہلیہ کی صحت کاملہ کے لئے نیز پریشانیوں کے ازالہ اور اپنے بچوں کے لئے دعاؤں کا خواستگار ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں نیک اور خادم دین بنائے اور ہم سب کا ہر طرح حافظ و ناصر رہے آمین۔

خاکسار شیخ شمس الدین احمدی
قائمقام صدر جماعت احمدیہ بھدرک
(اڑیسہ)

تفسیر صغیر کے شائقین کیلئے خوشخبری

دیدہ زیب ایڈیشن جلد قادیان سے شائع ہو رہا ہے

احبابِ جماعت کی خدمت میں یہ خوشکن اطلاع دی جا رہی ہے کہ نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان نے تفسیرِ صغیر جو اس وقت یہاں نایاب ہے نئی طبع کرنے کا انتظام کیا ہے۔ بڑی شدت سے اس کمی کو محسوس کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اُمید ہے کہ آخری جنوری ۱۹۷۲ء تک تفسیرِ صغیر چھپ کر تیار ہو سکے گی۔ دوستوں کو چاہیئے کہ ابھی سے حسبِ ضرورت نسخے ریزرو کروالیں۔ ہدیہ فی نسخہ مبلغ اٹھارہ روپے ہوگا۔ علاوہ محصولِ ڈاک جو مع پیکنگ خرچ کم و بیش پانچ روپے ہوگا۔ البتہ جو دوست ۳۱ر جنوری ۱۹۷۲ء تک پوری رقم بطور پیشگی بھجوا دیں گے انہیں ایک روپیہ فی نسخہ رعایت دی جائے گی۔ علاوہ محصولِ ڈاک جو مع پیکنگ خرچ کم و بیش پانچ روپے ہوگا۔ تاجرانہ طریق پر ایک درجن یا زائد نسخے منگوانے پر ایک روپیہ فی تفسیر کمیشن دیا جائے گا۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

احمدیہ مسلم کیلنڈر

سالِ آئندہ ۱۳۵۱ ہجری شمسی بمطابق ۱۹۷۲ء

نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان احمدیہ مسلم کیلنڈر چھپوا رہی ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد تیار ہو جائیگا۔ جو نہایت خوبصورت اور دیدہ زیب ۳۰×۲۲ سائز کے عمدہ کاغذ پر اور تین دلفریب نظر رنگوں پر مشتمل ہوگا اس کا ہدیہ صرف پچھتر پیسے (75 N.P.) علاوہ محصولِ ڈاک ہے۔ اور مندرجہ ذیل خصوصیات کا حامل ہوگا۔ ابھی سے اپنے آرڈر بھیج کر کیلنڈر ریزرو کروالیں۔

(۱) پیشانی پر آیتِ کریمہ جلی حروف میں مع ترجمہ زینت بخشتی ہے۔ (۲) دائیں جانب منارۃ المسیح اور بائیں جانب لوائے احمدیت نہایت خوبصورت نظر آتے ہوں گے۔ (۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے "اسلام کا مستقبل" اور "احمدیت کا مستقبل" پر انگریزی میں دو نہایت خوبصورت بلاک ہوں گے۔ (۴) کیلنڈر میں بیرونی مشنوں سے تعلق رکھنے والے چار فوٹو دیئے جا رہے ہیں۔ (۵) اسلامی اور سرکاری تعطیلات درج کی جائیں گی۔ (۶) ہفتہ کا آغاز جمعہ کے مبارک دن سے کیا گیا ہے۔ (۷) تاریخوں میں رائج الوقت انگریزی ہندسے استعمال کرکے تمام علاقہ جات کے لئے اُسے یکساں طور پر کارآمد بنایا گیا ہے۔ (۸) یہ صورت مہینوں اور دنوں کے ناموں کو انگریزی رسم الخط میں شائع ہونے سے حاصل ہو رہی ہے۔ (۹) ہجری شمسی مہینوں کے ساتھ عیسوی مہینے بھی دیئے گئے ہیں نیز قمری مہینوں اور تاریخوں کا اندراج بھی موجود ہے۔ (۱۰) شائع شدہ کیلنڈر کے نیچے اوپر دونوں جانب ٹین کی پتریاں لگی ہوئی ہوں گی جس سے کیلنڈر مضبوط اور دیر پا کارآمد ہوگا۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

نصرت جہاں ریزرو فنڈ

جن مخلصین نے نصرت جہاں ریزرو فنڈ کی بابرکت تحریک میں اپنے مخلصانہ وعدہ جات فرمائے تھے ان میں سے بعض احباب کی طرف سے اس مد میں کوئی رقم تاحال وصول نہیں ہوئی اور بعض احباب کی طرف سے اپنے وعدہ کے مقابل پر وصولی بہت کم ہوئی ہے اس صورت میں ایسے احباب کے لئے میعاد مقررہ تک جو اکتوبر ۱۹۷۲ء میں ختم ہو جائے گی۔ اپنے وعدوں کی کل رقم ادا کرنی مشکل ہو جائے گی۔

ایسے مخلصین بھی ہیں جنہوں نے اپنے پیارے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے یا تو یکمشت کل رقم ادا کر دی اور یا پھر تھوڑے ہی عرصہ بعد میں۔

اکثر جماعتوں کے سیکرٹریان مال کی خدمت میں وعدہ کنندگان کا حساب گزشتہ دو ماہ قبل بھجوایا جا چکا ہے۔ اس لئے احباب کوشش فرمائیں کہ ابھی سے ماہوار اقساط کی صورت میں ادائیگی شروع کر دی جائے تاکہ میعادِ مقررہ تک اپنے وعدہ کی کل رقم آسانی سے ادا کر سکیں۔

اپریل ۱۹۷۲ء تک وعدہ کی کل رقم ادا کرنے والے مخلصین کی فہرست بغرضِ دُعا حضور پُر نور حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ بابرکت میں پیش کی جائے گی۔

اس لئے احباب کوشش فرماویں کہ اسی سال میں اپنی کل رقم ادا کرکے اپنے وعدہ کو پُورا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو آمین۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

دورہ مکرم سی پی علی کُٹی صاحب معلم وقفِ جدید

جماعت ہائے احمدیہ کیرالہ و مدراس

جماعت ہائے احمدیہ کیرالہ اور مدراس کی مندرجہ ذیل جماعتوں کی اطلاع کے لئے تحریر کیا جاتا ہے کہ مکرم سی پی علی کٹی صاحب معلم وقفِ جدید بطور انسپکٹر وقفِ جدید مورخہ ۲۵ر نبوت ۱۳۵۰ ہش مطابق ۲۵ر نومبر ۱۹۷۱ء کو چندہ وقفِ جدید کی وصولی اور حصولِ وعدہ جات کے لئے روانہ ہو رہے ہیں۔ آپ کا دورہ موگرال سے شروع ہوگا۔ جملہ عہدیداران اور احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ وہ موصوف کے دورہ کو کامیاب بنائیں اور ان سے کماحقہ، تعاون کرکے عند اللہ ماجور ہوں۔

کُمبلا (موگرال)۔ کوڈالی۔ کنانور۔ پینگاڈی۔ کالیکٹ۔ الالنور منارگھاٹ۔ پالگھاٹ۔ ایرناکولم۔ آدی ناڈ۔ کرونا گاپلی۔ آڑاپورم۔ (وائیم پلم)۔ پتہ پیرم۔ کیرولائی۔ میلاپالم۔ شنکرن کوئل کوٹار اور مرکرہ۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پُرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پُرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیجئے

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta-1

تار کا پتہ: "AUTOCENTRE" فون نمبر: 23—1652 / 23—5222

بقیہ اخبارِ احمدیہ

حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔ مردوں کے علاوہ خواتین بڑی تعداد میں پردہ کی رعایت سے بیت الفکر اور دالان حضرت ام المومنین میں بیٹھ کر استفادہ کرتی ہیں۔

✽ حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب فاضل مع درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔